گلزارِ نقیب

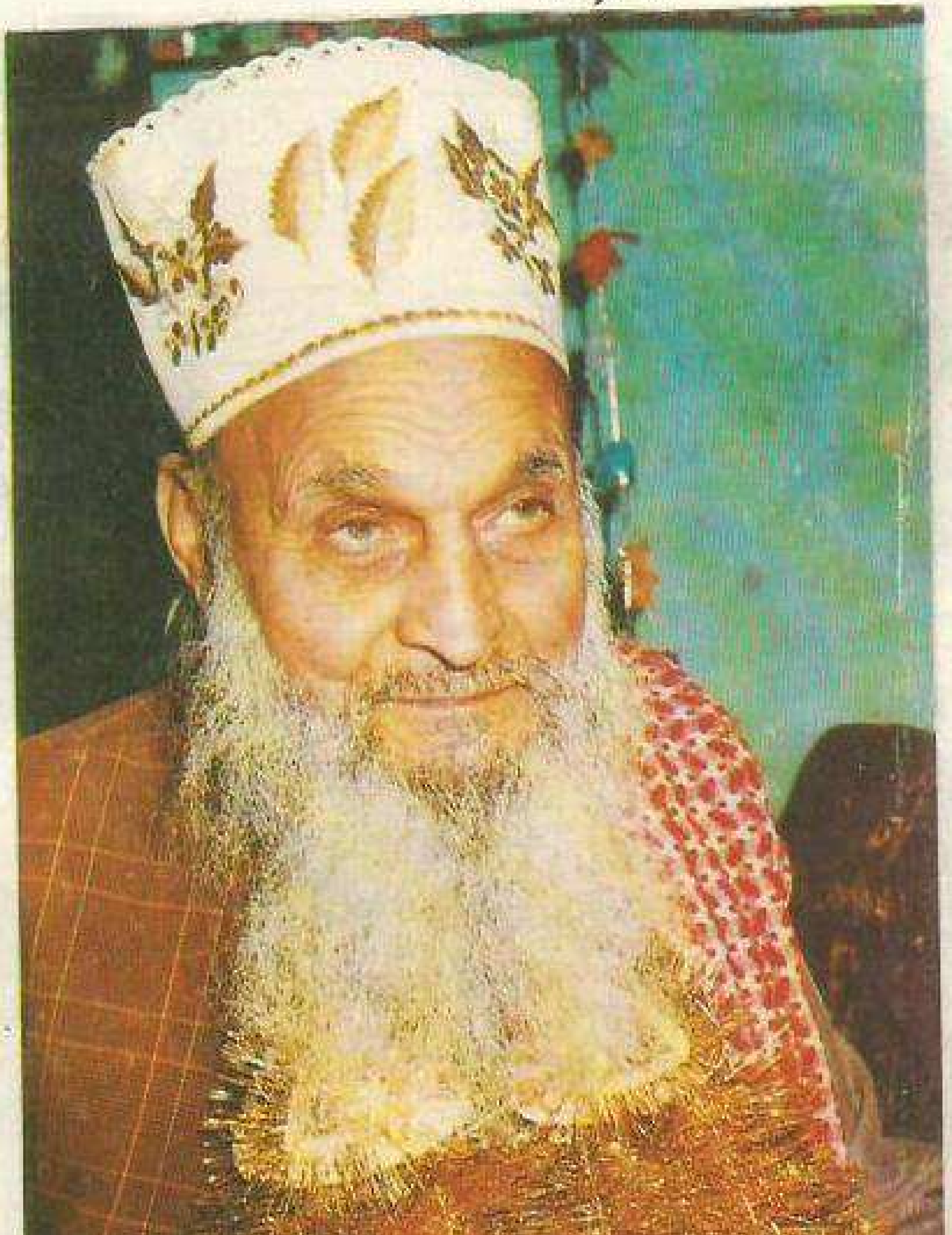

گلزار نقیب

جلد نمبر ۴ - چھ ماہی

حسنِ ترتیب

منقبت مبلہ عالم	۲
کلام مرید بازبانِ مرید	۳
کرامت بابا حضور	۴
کرامت " "	۵
عرس کے موقع کی تصویر	۷
عشق کا باب	۸
ان پڑھ مرید کا معرفت فیض	۱۴
	۱۵
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان	۱۶
	"
اہلبیت کی محبت	۱۷
یوم عاشورہ کی فضیلت	"
روح کی حقیقت	۱۸
پیر بھائی	۲۱
آیات کی تشریح	۲۲
تصویریں ہی تصویریں	۲۵
شجرہ طیبہ	۲۸
اپنی پہچان کرو	۲۹
شریر انسان ہی شیطان ہے	"
شیطان پر لوٹ	۴۰
شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے۔	۴۳
اصحابِ کہف	۴۵
نیک لوگ فرشتہ قسم ہوتے ہیں اور ان کی ڈیوٹی	۴۶
	"
توجہ فرمائیں	۴۷

قیمت: ۱۵ روپے

سرپرست — سید انور سعید نقیبی

چیف ایڈیٹر — صوفی عبد الرزاق

ایڈیٹر — صوفی فضل الدین

سب ایڈیٹر — صوفی محمد حنیف

ریذیڈنٹ ایڈیٹر — صوفی محبوب احمد

اعزازی ایڈیٹر — صوفی منیر احمد

خصوصی قلمی معاونین۔ مجلسِ ادارت۔

- صوفی خادم حسین لاہور
- صوفی عزیز الرحمٰن، رحیم یار خاں
- عبد الواحد، بہاولنگر
- محمد شریف، کراچی
- ناصر شاہ، گوجرانوالہ
- صوفی عبد الرشید، پاکپتن

ملک میں شہروں کے نمائندے

- صوفی غلام مصطفےٰ، گوجرانوالہ
- صوفی ظفر اقبال، بہاول نگر
- عبد الغفور، وہاڑی
- محمد لطیف، فیصل آباد
- عبد المجید، رحیم یار خاں۔
- صوفی بشیر احمد، جڑانوالہ
- عبد المجید، گوجرانوالہ
- محمد اقبال، کوٹ سبزل

امتیاز فیاض پریس سے چھپوا کر مانانوالہ سے شائع کیا۔

ملنے کا پتہ:۔ آستانہ عالیہ فیضانِ نقیب نقیبی روڈ سوئی گیس لائن مانانوالہ شیخوپورہ

منقبت قبلہ

عالم خواجہ خواجگان صوفی

حضرت محمد نقیب اللہ شاہ قادری

خواجہ نقیب دے در اتے صرف عشق سکھایا جاندا اے
ایتھے آدم دی اولاد تائیں انسان بنایا جاندا اے
ایتھے جھرمٹ سدا سوالیاں دا اے آسرا جھولیاں خالیاں دا
اس در تے کوہجیاں کملیاں نوں سینے نال لایا جاندا اے
سر تے تاج دلی مقبولاں دا اے وارث نیک اصولاں دا
جو بردے ہن اس در دے اوہدو ہاں جہاناں وچ تردے
لاوندا بھاگ ازل دیاں سڑیاں نوں کٹ سٹ دا کفر دیاں کڑیاں نوں
ایہدے پاک دروازے دے اُتے انسان بنایا جاندا اے
ایتھے آو ناں کل مریداں نیں عشق دے خاص خریداں نیں
ایتھے آو ناں جنہاں آجاوے ایتھے سبق عشق پڑھایا جاندا اے
میرے خواجہ دے در اتے خاص انسان بنایا جاندا اے
سچ آکھیا عاشقاں صادقاں نیں گل مرشد دی مرید دی جان ہوندی
تن من وار دیوے ایتھے جیہڑا ایہو عاشق مرید دی شان ہوندی
مکھ تک کے مرشد پیارے دا معراج انور دا ہو جاندا اے
جنہیں آو ناں ایتھے آجاوے ایتھے انسان بنایا جاندا اے

آستانہ عالیہ فیضانِ نقیب جشن جعفری کے موقع پر سید انور سعید نے اپنے مرشد حضرت خواجہ خواجگان حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری کے ہجر میں یہ پنجابی میں کلام پیر بھائیوں کو پڑھ کر سنایا جب یہ کلام پڑھا جا رہا تھا۔ تو کچھ مریدین کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

عرضداشت بحضور خواجہ خواجگان صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری

ظاہر ملکوں دُور بیٹھا ہے چند سوہنا حال تاریاں دا اج ہور دا ہور ہویا
فیض میرے مرشد دا ہے جگ اتے ظاہر دیکھ لوؤ چار چوفیر ہویا
سدا پاک میخانے دی خیر ہووے ہُن آ جاؤ ڈاڈا اسیر ہویا
اوہناں منزلاں دی شالا خیر ہووے جناں منزلاں تے تیرا اسیر ہویا
بھاگاں والے ہین جیہڑے نال پھردے انتظار وچ مرید لاچار ہویا
وعدہ وصل دا اونجھ تے اج ہے سی آتش شوق دی بھڑک پئی شور ہویا
ہر روز ملیں ہر اک نوں سوہنیاں لکھ واری ظاہر ویکھنے لئی ہر اک تنگ ہویا
تینوں تیری کریمی دا واسطہ ای چھیتی آ ایتھے مندا حال ہویا
جتھے آؤ اوتھے معراج تے عید ہوندی کہیہ دسیئے کہیہ حال تے قال ہویا
تارے آئے سی چند ویکھنے نوں مندا حال اینہاں دا اج ہویا
اڈیک کرناں نوں چند دی اج ہے سی اج ایہناں اں موسم خزاں ہویا
سال دوجا لنگیا تسی نہ آئے ایہناں بوتلاں دا پیلا رنگ ہویا
انور قربان خواجہ نقیب اتوں ویلا گزریا دوجا سال ہویا
دھونی دھکھدی رہوے مستانیاں دی تساں باز موسم بے رنگ ہویا

کرامت بابا حضور

ڈھوک راجہ مدری پنڈ ہرنال ڈاکخانہ مدرا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہم رہتے تھے سرکار قبلہ عالم ایبٹ آباد رہتے تھے ہمارے پاس تین دن رہے تین دن کے بعد روانہ ہوتے وقت فرمایا کہ کاکے شاہ ہمارا تمہارا جدائی پڑنے والا ہے۔ ہم نے سوچا۔ کہ شاید میں اس جہان سے رخصت ہونے والا ہوں۔ لیکن سرکار نے فرمایا۔ نہیں نہیں کچھ سالوں کے لئے جدائی ہے۔ پھر وہاں دو سال رہے دو سال کے بعد ہم گجرات کے پکھو پنڈ میں آ گئے یہاں بھی دو سال رہے۔ یہاں ہم چکنمبر ۱۱۴ گل نزد سانگلہ ہل میں رہائش پذیر ہو گئے دس سال ادھر گذر گئے تھے اب کل جدائی کے چودہ سال گزرنے کے بعد ہم رات کو چارپائی پر لیٹ رہے تھے یعنی سوئے ہوئے تھے۔ کہ سرکار قبلہ عالم نے ہمارے بائیں کندھے پر دست پاک رکھا تو ہم نیند سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ قبلہ عالم نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں تم سوئے رہو۔ تمہیں کوئی بیدار کرنے والا نہیں آپ پورے لباس میں ملبوس تھے۔ ہم جلدی سے قدم بوسی کے لئے چارپائی سے نیچے آئے تو اتنے میں قبلہ عالم تشریف لے جا چکے تھے پھر ہم نے نیچے بستر کر لیا اب ہم کو وہ فرمان یاد آیا جو کہ قبلہ عالم نے ڈھوک راجہ مدری پنڈ ہرنال میں فرمایا تھا۔ کہ چند سال جدائی پڑنے والی ہے پھر ہم نے اس جگہ پر کبھی نہیں بچھائی جب سرکار تشریف لے جاتے ہیں۔ وہاں چارپائی لگاتے ہیں صبح اٹھتے ہی بٹل شریف پہنچے۔ بٹل شریف ملاقات نہ ہوئی۔ صوفی میر زمان خان ہمیں سرکار کے داماد کے گھر لے گئے انہوں نے ہماری بہت خدمت کی۔ دوسرے دن ہم وہاں سے آستانہ عالیہ نقیب آباد شریف حاضری کے لئے پہنچے تو وہاں پہ درشن ہوا۔

شہنشاہِ ولایت امام الاصفیاء حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری کی کرامت

بابا حضور کی کرامت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ صوفی فرمان علی بیعت ہوئے کو پندراں سال گزر گئے قبلہ عالم کی زیارت باطن میں نہ ہوئی فرمان علی اکثر سنتے رہتے تھے، کہ سرکار مرشد پاک روزانہ ملتے ہیں۔ یا پندراں دن ایک ماہ یعنی باطن میں اپنے مرید کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ یہ دل میں سوچ اکثر رہتی تھی۔ کہ سرکار مجھے کب زیارت کرائیں گے۔ صوفی فرمان علی سخت بیمار ہو گیا۔ بیماری کی صورت میں ٹٹی اور پیشاب آنا بند ہو گیا۔ جس کیوجہ سے مجھے ہسپتال میں جانا پڑ گیا۔ پیٹ پھولتا رہا اور نہ کچھ کھاتا پیتا تھا۔ مجھے شدید مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اور چار دن ہسپتال میں ہو چکے تھے۔ کہ خیال آیا۔ عرس شریف شائد آج ہے اور سرکار کا انٹرویو اخبار پہ آتا ہے۔ اور اب اس جہاں کو چھوڑ رہا ہوں تو چلو اخبار پہ آخری بار زیارت کریں۔ دم تو نکلنے والا ہی ہے اخبار منگوائی۔ اس اخبار پہ قبلہ عالم کا انٹرویو نہیں تھا۔ اس دن کوئی پیر بھائی نہ آیا۔ تو یقین کر لیا کہ آج ہی عرس ہے۔ بول و براز کو بند ہوئے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ سانس تنگ آ رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا اپریشن کر دیتے ہیں، لیکن زندگی کی امید نہیں۔ اگر اپریشن صحیح سلامت ہو بھی گیا تو یہ مریض ہی رہے گا۔ کام کاج کے قابل نہیں رہے گا۔ عرس والے دن ہی دس بجے میرا اپریشن ہوتا تھا۔ میرے نزدیک دوسرے بیڈ پر مجھ سے بھی شدید تنگ مریض تھا۔ اسے لے گئے۔ مجھ کو معمولی سی غنودگی طاری ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ مرشدی میرے بیڈ پر سراہنے کی طرف آکر بیٹھ گئے۔

میں نے اچھی طرح زیارت کی اور بیڈ سے نیچے اتر آیا۔ قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ میں نے قبلہ عالم کی بارگاہ اقدس میں عرض پیش کی۔ کچھ مجھ پر لطف و کرم کی نظر فرمائیں۔ سرکار جانِ عالم نے فرمایا اگر نگاہ نہ کریں۔ تو تم ہمارے عقیدت مندوں میں نہ رہیں گے۔ عرض کی سرکار آپ کا ازل سے ہی غلام ہوں۔ تو پھر جانا کہاں ہے۔ آپ اپنی تاریخ ترتیب دے رہے ہیں۔ اسی میں اس گنہگار غلام پر شفائے کاملہ عنایت فرما کر شامل کر لیں۔ چونکہ آپ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہیں۔ آپ کی کائنات میں ایک ادنیٰ سا ذرّہ ہوں۔ رحمت فرمائیں۔

آپ جدھر جدھر گئے کرم کرتے گئے
جس نے بھی مانگا جھولیاں بھرتے گئے

جانانِ عالم قبلہ مرشدی نے تبسّم فرماتے ہوتے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا جا بیٹا۔ صحت یاب ہو چکا ہے، یہ ارشاد فرما کر تشریف لے گئے یوں ہی میری آنکھ کھلی تو کیا محسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ٹٹی پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ قبل اس کے میں کروٹ بھی نہیں لے سکتا تھا۔ بیڈ سے اتر کر لیٹرین کی طرف بھاگا۔ لیٹرین میں جا کر بیٹھا ہی تھا۔ بہت زور سے ہوا خارج ہوئی، پیشاب آیا۔ لیٹرین سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ اور جس جگہ سرکار تشریف فرما تھے۔ چارپائی پر اس جگہ بیگ سے صاف ستھرا تولیا نکال کر بچھا دیا۔ گلاب کے پھولوں کا ہار لیکر اس تولیا پر رکھ دیا۔ اور اسی جگہ کو بوسہ دیا اتنے میں وہ ہسپتال کے ملازم مجھے اپریشن روم میں لیجانے کے لئے آ گئے۔ میں نے کہا۔ میرے مرشد پاک تشریف لا کر شفائے کاملہ عنایت فرما گئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ڈیوٹی ہے۔ ڈاکٹر صاحب بلا رہے ہیں۔ چلو میں خود چل کر وہاں گیا۔ ڈاکٹر بہت خوش ہوئے۔ مشینیں وغیرہ لگا کر دیکھیں، کہا جاؤ دو دن کے بعد چلے جانا۔ ادھر عرس شریف ختم ہوا۔ پیر بھائی آنے شروع ہوئے۔ ادھر ہمیں اجازت مل گئی۔ تو عرض ہے ہر کام سے پہلے مرشد پاک کا نام لیا کرو۔

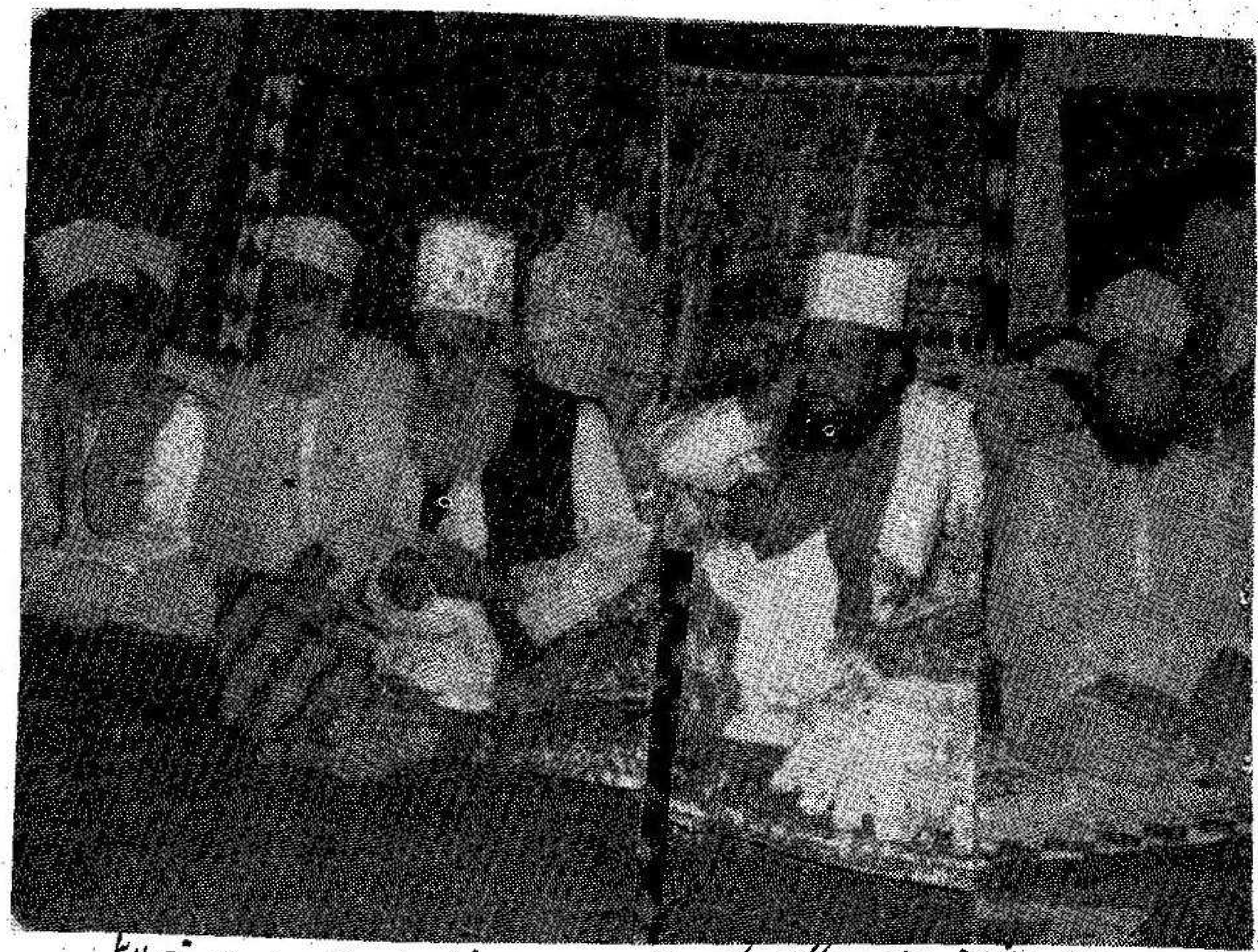

عرس شریف جشنِ جہانگیری کے موقعہ پہ حضرت خواجہ خواجگان، صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری کے ساتھ چاچا حضور خوشحال شاہ دیگر چاچا حضور انڈیا سے تشریف لائے ہوئے۔

بلّھے شاہ کے دربار پہ چادر پوشی کے بعد محفلِ سماع کے حال میں حضرت خواجہ خواجگان صوفی محمّد نقیب اللہ شاہ صاحب قادری کے ساتھ انڈیا کے چاچا حضور بیٹھے ہیں۔ صوفی سلیم اللہ شاہ کھڑے ہیں۔

عشق

ایک دن مجنون عشق و محبت کے جوش میں کوچہ لیلی میں جا پہنچا اس وقت اس کے سینے میں آتشِ عشق کے شعلے بھڑک رہے تھے اور دماغ میں محبوب کے مشاہدہ کا شوق سمایا ہوا تھا۔ مستانہ وار ہر در و دیوار پر بوسہ دیتا جاتا ہر سنگ و خشت پر سجدہ کرتا جاتا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور سینۂ سوزاں سے آہِ سرد نکل رہی تھی۔ لوگوں نے پوچھا مجنوں یہ کام در و دیوار سے نہیں ہو سکتا اور زنگ آلود آئینہ میں چہرہ نہیں دیکھا جا سکتا۔ در و دیوار کو چومنا در در سے رونا زمین پر منہ رکھنا خاکِ راہ کو چہرے پر ملنا آخر کس لیے ہے مجنوں نے قسم کھا کر کہا لوگو میں نے جب سے کوئے لیلی میں قدم رکھا ہے مجھے یہاں لیلی کے سوا کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی جب دلربا جمالِ بلبل کی طرح اسرار کے گلزار کے مشاہدے کے لیے مشتاقانِ دید کی نگاہیں دید سے جھومنے لگتی ہیں مشتاقان کو جب دید ہوتی ہے تو ان کے لیے صبح ہو جاتی ہے جب آفتاب سامنے آتا ہے تو ذاتِ حق اپنی کمالِ شفقت سے عاشقانِ دردمند کے گرد آلود رخساروں کو زاری کے وقت خاک خواری سے اٹھا کر دستِ شفقت سے نوازا ہے گلستانِ ہستی اور باغستانِ حق پرستی میں عشق و محبت کے لاکھوں خودرو پھولوں اور علم و معرفت کی ہزاروں کلیوں نے کھلنا شروع کیا۔ عاشقاں کو معشوق دیکھنے کا اشتیاق ہوتا ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خلوت سرائے عشق میں قدم رکھے اسے چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے اہل و عیال اور روح و جان سے دل ہٹا لے اس کے بعد وہ محبت کا جھنڈا بامِ معرفت پر بلند کر سکے گا۔ اگر غلام ہو تو بوجھ اٹھاتے جاؤ۔ اگر عارفِ الٰہی ہو تو ہزار انسانوں کی جگہ ایک ہو اگر تم محب ہو تو حضرت محبوبی کی طرف بڑھو اگر موحد ہو تو تمام غیر اللہ سے دست بردار ہو جاؤ۔ ہاں ہاں محبوب کے حسن و جمال کا پرتو تو ایک شمع ہے اور عاشق اس کے پروانے ہیں۔ تیرا جمال سحر بیداروں کو محبوب ہے تیری رحمت کے چشمے صاف شفاف ہیں۔ ایک عاشق اپنے محبوب کے دروازے پر پڑا روتا ہے لیکن محبوب گوشۂ نگاہ سے بھی اس کو نہ دیکھتا تھا اور اس کی آہ و زاری کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دیتا شہر کا کوتوال دور سے اس عاشقِ زار کی حالت کو دیکھتا رہتا اور بڑا تعجب کرتا۔ ایک دن صبح ہوتے

ہی بیچارہ عاشق بڑی مایوسی کے عالم میں کوچۂ محبوب سے لوٹ رہا تھا تو کوتوال نے اسے روک لیا اس کی خیریت دریافت کی اور اس کی حالتِ زار کے بارے میں گفتگو کی عاشق نے بتایا کہ وہ مجھ سے بے نیاز ہے اور میں اس کا محتاج ہوں۔ مَیں مقام ذات پر ہوں اور وہ مقام عزت پر میرا حق یہ تھا جو میں نے ادا کیا اور کرتا رہوں گا۔ عاشق وہ ہے جو اپنے محبوب کے ظالمانہ روش پر زخم کھا کر بھی خلاف نہ ہو عاشق وہ ہے جو اپنے محبوب کے خلاف ایک سانس بھی نہ لے یہی عاشق کے لیے سحری کا پیغام ہے دیدارِ محبوب سے عاشق میں زیادہ تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ عاشق کو ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ دیدار کے بعد وہ ایک آئینے کی طرح دیوار کے ساتھ لٹکا رہے۔ حرکت میں برکت ہے دیدارِ محبوب کی تمنا تو سبھی کرتے ہیں مگر ہر کسی میں اس کے دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ کامل عاشق وہ ہے جو بار بار دیکھے پھر دیکھتا ہی رہے عاشق بے خبر نہیں ہوتا سست رفتار نہیں ہوتا کم نظر نہیں ہوتا عاشق بوڑھا نہیں ہوتا توانا رہتا ہے عاشق وفا کے بازار میں اپنی قیمتی جان دیکر اپنے محبوب کا خریدار بنتا ہے بازارِ وفا میں محبوب کو حاصل کرنے کا جنون تو بہت سے لوگوں میں ہوتا ہے مگر وہ کوئی ہے جو اپنی جان دے کر یہ سودا کرے دعویدار تو بہت بنتے ہیں مگر خادم رہ جاتے ہیں جس نے اپنی وفا کے ثبوت میں قیمت کے طور پر اپنی جان دے دی اور بازارِ عشق میں خریدار بن گیا۔ وہ سرخرو ہو گیا۔ نادان کے لیے جان کی بازی لگانا مشکل کام ہے۔ یہ سوداگری کوئی کرتا ہے۔ کلام شاعر ہے۔

؎ جو دل مانگو تو دل لے لو جو جان مانگو تو جاں لے لو دہائی دیتی پھرتی ہے تمہارے نام کی تسبیح

عاشق جو انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو پھر عقل کے مشورے قبول نہیں کرتا نفع نقصان کا سوچنے والے سچے عاشق نہیں ہوتے۔ کھوکھلے دعویدار عاشق نہیں کہلوا سکتے۔ کلام شاعر ہے۔

؎ عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے عشق بیچارا نہ زاہد نہ ملاں نہ حکیم

عاشق لوگوں کو دیکھتے میں ہر وقت مصائب سے گھرا ہوا ہوتا ہے مگر عاشق سکون میں ہوتا ہے محبوب اچھا محبوب ہے کہ ہر وقت موت یاد دلاتا ہے عاشق کے لیے موت بھی جلوۂ یار نظر آتی ہے سچا عاشق حسن شناس اور جمال شناس ہوتا ہے یعنی کائنات کے ذرے ذرے میں حسن حقیقی کا جلوہ موجزن دیکھتا ہے یہ عاشقانِ باصفا کی بات ہے تخلیق کی نمائش میں ایک سے ایک بڑھ کر حسین موجود ہیں لیکن عاشق ہر ذرے کو اپنے محبوب کی کرن دیکھتا ہے ادھر جلوۂ یار نظر آتا ہے اپنی نفی تب ہوتی ہے

جب اپنے آپکو حسن کے سپرد کر دیں موسم خزاں کو ختم کرتے ہوئے موسم بہار آ گئی خوشبو حاصل کرنے کی خاطر عاشق اپنے محبوب میں فنا ہو جائے عاشق اپنا سفر بلند ہمت سے رواں دواں رکھے گردش ایام کے زخموں سے مت ڈریں بلبل پھول کا شیدا رہتا ہے عاشق اپنے احساسات اپنے محبوب کے پاس پہنچانے کے لیے کسی قاصد کی تلاش نہ کرے خود ہی بارگاہ حسن میں حاضری دے۔ عاشق لوگ اپنے اپنے محبوب کی زیارت کے لیے ہمیشہ سرگرداں رہتے ہیں عشق جتنا پختہ ہوتا ہے اسی قدر محبوب کی جستجو زیادہ ہوتی ہے مرشد کا فرمان مرید پورا کرے اور پھر مرشد کرم کریگا۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ج پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۴۰ ترجمہ: اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کرونگا۔ شہنشاہ عالم اپنے

بندہ خاص کو اپنے حضور میں طلب کرتا ہے۔ اس روحانی حکومت کے شرائط و احکام کا ایک ذکر ملتا ہے جس سے تسلی و تسکین رحمت و شفقت اور ایمان میسر ہوتا ہے۔ اہل طلب و ارادت کا بہترین حال یہ ہے کہ ہر روز اور ہر رات دریائے شوق موجیں مارتا ہے اور درد طلب بڑھتا رہے ہر سانس عشق و محبت کے سوز و اندوہ میں نکلے جیسی کہ ان کی طلب ہے اگر محبوب پہلو میں آ ملا تو زہے نصیب اگر یہ دولت نصیب نہ ہوئی اور آستانہ یار ہی پر عمر گذر گئی تو بھی زہے نصیب ہوا اور نہ وہ تو معاذ اللہ ایسی بلائے عظیم کو آسمان و زمین بھی نہیں اٹھا سکتے ان اہل طلب کے درد دل میں ذرا سی کمی بھی ہو جاتی ہے تو اپنے آپ کو کافر اور جہنمی سمجھنے لگتے ہیں ایسے شخص کو سید الفقراء اور جوانمردوں کا تاجور کہنا بجا ہے اپنے ذوق و سوز میں اسے یہ لذت آ رہی ہے کہ نا معلوم واصل واجد کو بھی نصیب ہے یا نہیں اے عزیز یہ شے ایسی نہیں ہے جس کی طلب میں کوئی نقصان یا خسارہ ہو۔ نقصان و خسارہ کا تو سامان ہی اٹھ گیا اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے ایسی تجارت میں جس قدر زیاں ہے اسی قدر فائدہ بھی بڑھ چڑھ کر ہے مرید مالک حقیقی کی عظمت و عزت و کبریائی کی آنچ میں تپتا ہے مرید کو کبھی ایک جھلک دکھائی جاتی ہے کبھی مدہوش کیا جاتا ہے کبھی پردہ اٹھا دیا جاتا ہے کبھی پردہ گرا دیا جاتا ہے کبھی سامنے بلا لیا جاتا ہے کبھی پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے کبھی نوازا جاتا ہے کبھی گداز جاتا ہے یہ مسند درد مند کی بات ہے۔ مسند درد مند بننے کے لیے آئینہ دل طبیعت کے زنگ اور بشریت کی ظلمت سے پاک و صاف ہوں تو انوار غیبی کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ شروع شروع میں یہ انوار تجلی کی چمک کی طرح

آتے جاتے ہیں پھر جس قدر قلب کی صفائی بڑھتی جاتی ہے۔ ان میں قوت آتی جاتی ہے۔ اس کے بعد چراغ و شمع اور آگ کے شعلوں کی طرح یہ چمک نظر آتی ہے۔ یہ سب ارضی انوار ہوتے ہیں۔ جن کے بعد کچھ انوار سورج، چاند اور ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں یہ علوی انوار ہوتے ہیں۔ ان میں کبھی کبھی ایسی روشنی ہوتی ہے کہ ہزاروں چاند اور سورج ان کے آگے ماند ہوتے ہیں جو سورج چاند ستاروں کی مانند نور ہو وہ روحانیت کا نور ہے جو بجلی کی طرح چمکے وہ مرشد کی طرف سے ہے جس قدر دل کی صفائی ہوتی ہے اسی قدر اس نور میں تابش ہوتی ہے جو مچھلیاں یا پرندے شکاری کو دیکھ کر بھاگ جائیں وہ بچ جاتے ہیں جو غفلت میں پھنس گیا وہ دشمن کے پھندے میں آجائے گا۔ مردوں کے لیے عقل جز بڑی چیز ہے مگر عشق عقل کل ہے جو بڑے بڑے قلعے اور پہاڑوں کی بلند سے بلند تر چوٹیاں آناً فاناً فتح کر دیتا ہے۔ سب سے بہترین عقل عشق ہے جو اپنے معشوق کو دیکھ کر پوجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند ہمتوں اور اونچے ارادوں کو پسند فرماتا ہے کمزور ارادوں کو پسند نہیں کرتا جب کوئی بات ہو اسی کے لطف و کرم کے وفا کی اسی کے بخشش و عطا کی ہو معشوق کے ناز و کرشمہ لب و رخسار کی باتیں بھی منہ سے نکلتی رہنی چاہیئے۔ معشوق کے کوچہ میں جس بہانہ سے ہو آنا رہے۔ معشوق کی گلی کے ایک تنکا کی طرح بن کر رہنا چاہیئے۔ معشوق کے پاس بیٹھنے والوں سے بھی پیار کرے تاکہ معشوق تک رسائی کا سامان ہو سکے خواہ مال خرچ کرنا پڑے خواہ جان کی بازی لگائے۔ مرشد کی درگاہ کے کمترین بندوں کا کمترین غلام بن جائے ساتھ ساتھ ڈرتا بھی رہے بے ادبی سے دھتکار دیا جاتا ہے جوانمرد یہ عشق کی آگ تیرے سینے سے کیوں نہیں بھڑکتی اور تیرے دل میں جگہ کیوں نہیں کرتی۔ اپنے قدم جما کر رکھو۔ جب تک مرشد نہیں عشق کی بات نہ کرو نہ ہی منزل کا نشان ملے گا۔ خبردار طلب کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو جس طرح کیمیا گر پارے کو کھرل میں ڈال کر گھوٹتا ہے تم بھی جب تک اسی طرح گھوٹے اور رگڑے نہ جاؤ گے تب تک کام نہ بنے گا۔ بس اس راہ میں بھسم ہو جاؤ جب تک تمہیں محبت کی چنگاری اور معرفتِ الٰہی کی سرخ گندھک نہ ملے گی تمہارے وجود کا تانبا کبھی سونا نہیں بن سکتا۔ معشوق کا تصوّر تو ہمہ وقت ہونا ضروری ہے۔ مرشد کی صورت دیکھی بھالی ہوتی ہے اس طرح جب تصور میں دل جمعی پیدا ہو گی تو مزید آسانی سے آگے ترقی کر سکتا ہے ہر وقت اپنے آپ کو مرشد کی حضوری میں تصوّر

کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتفاق سے کبھی کبھی دونوں کے قلب ایک دوسرے کے سامنے آ جایا کرتے ہیں۔ پھر مرشد کے قلب سے مرید کو براہِ قلب فیض ملتا رہتا ہے۔ وہ فیض جو مرشد نے سو ریاضتوں سے حاصل کیا تھا وہ مرید کو باوجود اس کی گوناگوں گرفتاریوں کے بآسانی حاصل ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے آفتاب کا عکس پانی پر پڑ رہا ہو اور پانی سے سامنے ایک دیوار پر پڑ رہا ہے جسے عکس کا عکس کہتے ہیں یہی حال مرید کے قلب پر عکس پڑنے کا۔ اس طرح پہلے ہی قدم پر سب کچھ مل سکتا ہے۔ اگر معشوق راضی خوش ہو جائے تو بات جلد بن جاتی ہے نماز پڑھنا روزے رکھنا خیر خیرات کرنا یہ کام تو بیوہ عورت بھی کر لیا کرتی ہے۔ طالبانِ خدا کے کام اور ہیں جو بغیر شیخ کی مدد کے نہیں ہو سکتے۔ اس درمت کا پھل محبت الٰہی ہے۔ یہاں عقل گم اور دل پردہ عدم اور حیران حیرت میں ہے۔ بغیر حضوری قلب کے کوئی عبادت عبادت نہیں کوئی اطاعت اطاعت نہیں۔ حضوری قلب صرف مرشد کی توجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ معشوق کے سامنے رہنے کی ضرورت ہے یہ مردوں کے کام ہیں۔ اگر عورتیں بھی انھیں کریں تو وہ بھی مردوں میں شمار ہو سکتی ہیں۔ اگر مرد ہوش نہ کریں تو وہ عورتوں سے پست ہیں۔ مرید کو مرشد سے خوش رہنا چاہیئے۔ مرید کو غم و غصّے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ معشوق اگر تلوار چلانا چاہے تو دم مت مار سر کو جھکا دے۔ وہ غفور و رحیم ہے وہ کرم کرنے والا ہے جو بدکاروں سے عشق بازی کرتے ہیں انہیں دیدار نصیب نہیں ہو سکتا۔ جب مرشد کے سوا اور کسی کا چہرہ سامنے آئے تو یہی بت پرستی ہے۔ ذات حق تو داجالا ہے اور اجالے کو پسند کرتی ہے۔ ہمت کا یہی تقاضا ہے کہ سوائے اللہ جل شانہٗ کے اور کسی کی طلب میں عمر عزیز صرف نہ کی جائے۔ عاشق جو سوز و گداز عشق میں مبتلا ہے۔ معشوق اس کا پالن ہار ہے اگر کچھ عقل ہے تو عمر کو ضائع مت کر۔

ایک شخص ایک عورت کی جانب بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ مجھے کیوں دیکھ رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں تیرا عاشق ہوں۔ اس عورت نے کہا کہ میرے پیچھے میری بہن چلی آ رہی ہے۔ وہ مجھ سے زیادہ حسین و جمیل ہے اسے دیکھو جب اس شخص نے اس عورت کی جانب دیکھنا شروع کیا تو پہلی عورت نے اس جعلی عاشق کے سر پر ایک جوتا رسید کیا اور کہا کہ عاشق تو میرا ہے اور دیکھتا ادھر ہے۔ اس وقت تک مرشد کو حاصل نہیں کر سکتا

جب تک اپنی ہستی سے خواہشات کو دور نہیں کرتے۔معشوق سے دوسری زندگی ملتی ہے۔معشوق دوسری پیدائش دیتا ہے۔جب تک چھلکا دور نہیں کیا۔مغز ہاتھ نہیں آتا صفاتِ حیوانی چھلکا ہے۔ انسانوں اور حیوانوں میں فرق صرف اپنی پہچان ہے۔بغیر مرشد کے یادِ حق حاصل ہی نہیں ہوتی۔جس نے اپنا وقت ضائع کیا نہ نقصان کیا۔ہر کام وقت پر کرتے رہو۔فائدہ ہوگا۔یہ دل بیت المعمور ہے یہ دل ظلمت و نور کے خالق کا گھر ہے۔یہ دل ہر سرور کا سرور ہے نیک بخت وہ ہے جس کو مرشد کی نعمت حاصل ہوئی عشق ایک ایسا بادشاہ ہے جو شکستہ و بے خانماں و خراب دل کے سوا اور کہیں رہنا پسند نہیں کرتا جہاں کوئی اگر پڑا اجلا بھنا ٹوٹا پھوٹا سا گھر ملا وہیں اس سلطانِ عالم نے اپنا مسکن بنایا کسی قصبہ میں جب بادشاہ داخل ہوتا ہے وہاں کے سرداروں کو تباہ و برباد کرکے اپنا حکم صادر فرماتا ہے۔جب عشق آتا ہے تو تمام نفس امارہ کی قوتوں کو ختم کرکے اپنی بادشاہی قائم کرتا ہے۔محبتِ الٰہی ایک گلزار ہے خوشبو سے تمہارا دماغ خالی رہے سو گیا رہے اٹھو بیدار ہو جاؤ کچھ کام کرلو۔عمر کی چند سانس جو باقی ہیں انہیں بیدار کرلو۔ان سانسوں کو ضائع نہ ہونے دو صاف پانی نہیں ملتا تو نہر کا پانی پی لو پیاس تو بجھاؤ۔وقت کی قدر کرو۔کسی نے پوچھا کہ حضور عشق و محبت کی علامت کیا ہے فرمایا کہ جب دریا جوش میں آئے تو اس وقت پوچھنا محبت کی علامت یہ کہ عاشق کو محبوب کے بغیر خواب حرام ہو جائے۔عاشق آنکھ جھپک نہ سکے۔انتظار میں رہے۔کب معشوق آجائے۔عشق میں تمام شکلیں ایک سی دکھائی دیتی ہیں مگر آدمی، آدمی میں فرق ہے۔ہر ایک آدمی نہیں انسان تو بہت دور کی بات ہے۔باطنی شکلیں مختلف ہیں۔یاد رکھیے کہ مرشد کا دل مرید کے دل کا آئینہ ہوتا ہے۔مرید کا دل مرشد کے دل کا آئینہ ہوتا ہے اسی طرح گلستانِ محمدی کے پھول چنے جاتے ہیں۔اس باغ قادری سے جس نے بھی پھول پھل کھائے احدیت سے فروٹ کھایا ہے اگر عشق نہ ہوتا تو کسی کو بھی اللہ جل شانہٗ حتیٰ کہ جہان کو ہی پیدا نہ کرتا۔ساری کائنات

محبت ہی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ذرہ ذرہ میں محبت کے اثرات نمایاں ہیں۔محبت ہی تو قوت قلب ہے۔محبت ہی غذائے روح ہے محبت ہی قرۃ العین ہے محبت ہی حیات الابدان ہے دل کی زندگی، زندگی کی کامیابی، کامیابی کو دوام و بقا بخشنے والی الغرض محبت ہی سب کچھ ہے۔محبت ہی سے انابت الی اللہ کی صفت پیدا ہوتی ہے۔صبر زہد حیا فقر سب محبت کے بغیر بے معنی ہیں۔محبت سے علاقہ پیدا ہوتا ہے۔دل آشنا ہو تو اس میں ترقی ہوتی ہے۔محبت کا اثر قلب تک پہنچ جاتا ہے جب انسان بنتا ہے تو سب مخلوق سے اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے عشق ہی وہ امانت تھی جو اس نے قبول کرلی محبت ایک نسبت ہے اگر محبت نہ

ہوتی تو دو پہلو نہ ہوتے۔ محبت معرفت کی محتاج ہے۔ اور معرفت محبت کی محتاج ہے۔ محبت معرفت کا نتیجہ ہے محبت ہی سے انعام ملتا ہے۔ عشق کی برکت سے عاشق کو بے پناہ قوت حاصل ہوتی ہے عاشق ابوالوقت ابوالحال بن جاتا ہے۔ فرمانِ شاعر ہے۔

شعر صدقِ خلیل بھی ہے عشق صبرِ حسین بھی ہے عشق معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق۔

اگر عقل کو عشق کی رہنمائی حاصل ہو تو جبھی بھی یقین کی نعمت سے سرفراز ہو گی اگر عشق کو عقل کا تعاون ہو تو بنیاد پائیدار ہو جاتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے معاون ہیں عقل اور عشق دونوں ہی سالارِ قافلہ ہیں رہنمائی کا فرض انجام دیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ عقل حیلے حوالے سے رک رک کر طے کراتی ہے۔ عشق دوڑاتا ہوا منزل تک لے جاتا ہے۔ عاشق کی آبرو معشوق کے نام سے ہے۔ محبت تو بے جان چیزوں کو بھی حرکت میں لے آتی ہے۔ منبرِ رسول حضورؐ کی جدائی میں رو پڑا، ایسا رویا کہ لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ جس نے بھی محبت کی کھیتی بوئی اپنی آنکھوں سے فیض یاب ہوا۔ عشق اس وقت تک بے معنی ہے جب تک محبوب کا اتباع نہ کیا جائے۔ محبوب کے عادات و شمائل، افعال و اقوال، رفتار و گفتار، عادات و اطوار، اخلاق و خصائل پسند و ناپسند کو اپنے لیے نمونہ بنانا اور تقلید و اتباع کرنا لازم ہے۔ محبوب کی ہر ادا، ہر انداز، ہر بات ہر حرکت، ہر اقدام کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا کر خود کو اسی طرز پر ڈھالنا عشقِ صادق کا تقاضا ہے۔ اتباعِ کامل کے بغیر عشق کا دعویٰ بے معنی ہے۔ بارگاہِ عشق سے وہ مقام حاصل ہو گا۔ آپ پر ذاتِ حق کی نوازشیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ عشق کی آخری منزل طلبِ ذاتِ حق ہے۔

محبت کی وجہ سے کسی کو جانا جاتا ہے دل میں بٹھایا جاتا ہے اس کی عادات اور اس کے خصائل کو محبت ہی سے جانچا جاتا ہے اور پھر اس سے انس بڑھ جاتا ہے پیار کی لگن ابھرتی ہے دل میں ایک مقام پیدا ہوتا ہے آہستہ آہستہ انسان اسی کا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی کی یاد اسی کا ذکر اسی کی باتیں، اسی کی حکایتیں اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ پھر اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر ساعت ہر گھڑی ہر لمحہ اسی کا تصور رکھانا پینا بھی اسی کی وابستگی کے لیے زندگی اسی کی نذر آہ۔ جن کو اپنے مرشد کا عشق لگا ہو گا۔ عشق کی منازل طے کرتے ہوئے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ عشق میں اپنی ذات نہیں دیکھی جاتی۔

ان پڑھ مرید کا مضمون

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ سے لے کر عَذَابٍ عَظِيْمٍ o پ۱ سورۃ توبہ آیت ۱۰۱۔

ترجمہ: اور تمہارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ان کی خو ہو گئی ہے نفاق تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ جلد ہم انہیں دوبارہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔ روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ محبت کی ناقابلِ تردید دلیل اور صحیح معیار یہ ہے کہ مدعی محبت کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقلِ سلیم کے نزدیک بھی محبت کا صحیح معیار یہی ہے کیونکہ محبت کا مرکز حسن و جمال ہے ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے اگر کسی کو محبوب میں عیوب و نقائص نظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ محبت والی آنکھ کو محبوب کا واقعی عیب نظر نہیں آتا۔ مرید کو سوائے اپنے مرشد کے اس جہاں میں اور کوئی حسین و جمیل دکھائی نہیں جس کو مرشد مانا جائے وہ ہر عیب سے پاک جانا جاتا ہے۔

قمیص کرتا

جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے ایک پیراہن لے کر آئے وہ پیراہن حضرت ابراہیمؑ کو دیا جس سے آتشِ نمرود آپ پر سلامت ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد وہی پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیا گیا جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنا دیا۔ جس روز حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل میں گئے۔ وہی پیراہن آپ کے زیب تن تھا یہ وہی پیراہن بطور نشانی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھیجا تو آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ یہ پیراہن بہشت سے حضرت آدم علیہ السلام لائے تھے۔ آتشِ ہجر و فراق سے محفوظ ہوں۔ عاشقانِ ربانی مشتاقانِ سبحان جنہوں نے زندگی کو شمع جمال کی شعاعوں کی نذر کر دیا۔ وہ یہ لباس پہنتے ہیں یہ لباس ہے کیا یہ لباس لباس التقویٰ ہے۔ بلبلِ چمنِ صدق و صفا گلِ گلشن صدق و صفا آپ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا دن ہفتہ تھا۔ حضرت نوحؑ کا بدھ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا سوموار تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا منگل تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کا اتوار تھا۔ سرکارِ دو عالم کے دو دن ہیں۔ جمعرات اور جمعۃ المبارک: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کے لیے جو نظامِ رشد و ہدایت کا درخت لگایا اس کی جڑیں دور دور تک پھیل گئیں اور خوب تناور درخت شاخ در شاخ گھنا اور برگ آور ہوا اس قلوبِ اولیاء کی سرزمین سے جس نے ہدایت پائی وہ ان کے علم کے آبِ حیات سے

سیراب ہوا، اور پھر اس سے حسین اور سرسبز و شاداب چراگاہیں اور سبزہ زار پیدا ہوئے اور آغوشِ اسلام کو جواہراتِ روحانیت سے مالامال کر دیا۔ ارشادِ خداوندی ہے: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا ترجمہ: اس نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر بہہ نکلے رود خانے اپنے اپنے ظرف کے مطابق۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی علم روحانی ہے اور رود خانے، ندی، نالے لوگوں کے دل ہیں۔ جب اس درخت کے نیچے سایہ میں بیٹھیں گے تب اس نفس کی دھوپ سے بچیں گے۔ مرشد کا سایہ سب نجاست کو دور کر دیتا ہے جب نور کی سیل ہوتی ہے تو تمام غفلت و ظلمت کو دور کیا جاتا ہے۔ باطل کی جھاگ چھٹ جاتی ہے پھر قلوب اس طرح منور ہو جاتے ہیں جیسے چودھویں کا چاند ان میں میل کچیل باقی نہیں رہتی۔ ہر درخت نے اپنا اپنا حصہ لیا۔ اولیا کا قلب ہادی و مہدی ہوتا ہے۔ آنکھ کی بینائی اور ہے قلب کی بینائی اور ناف سے نیچے زمین ہے۔
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تک پ سورۃ البقرہ آیت ۴۴
ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔ عمل انسان کے الفاظ کسی کی لوح دل پر نقش نہیں بنا سکتے۔ وہ زبان سے نکل کر کانوں پر ٹکراتے ہیں اور فضاؤں میں گم ہو جاتے ہیں۔ دل تک تو صرف اس شخص کی آواز پہنچتی ہے جس کے الفاظ کے پیچھے عمل کی بے پناہ قوت ہوتی ہے کلام شاعر ہے۔ ؎

واعظ کا ہر ایک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں چہرے پہ یقین کا نور نہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان

حضرت علیؓ مردِ مقبول ہے۔ علی نفس رسول ہے زوجِ بتول ہے۔ علی کا دوست خدا کا مقبول ہے۔ علی امیر المومنین ہے۔ علی امام المتقین ہے۔ علی شفیع المذنبین ہے۔ علی خلیفۃ المسلمین ہے۔ علی وسیلۂ دین ہے۔ علی مصطفٰے کی جان ہے۔ علی منارۂ ایمان ہے۔ علی معرفت کا آسمان ہے۔ علی شمع دین ہے۔ علی خدا کی برہان ہے۔ علی شمع عرفان ہے۔ علی ناطقِ قرآن ہے۔ علی حافظ قرآن ہے اور جامع قرآن ہے۔ علی اولیاء کا سلطان ہے۔

علی صداقت کا نشان ہے۔ علی اولیاء کا امام ہے علی حق کا امام ہے علی کا ہر ولی غلام ہے۔ علی نظامِ ولایت دو جہان ہیں علی کا فیض عام ہے۔ علی کی محبت معرفت علی کمالِ الہٰی کا مظہر اور جمالِ خداوندی کا مطلع ہے۔

اہلبیت کی محبت

اہلبیت کی محبت مخلوق پر فرض ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر کا دورِ خلافت تھا ایک شہر مدائن فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی میں تمام مال جمع کیا سب سے پہلے حضرت امام حسنؓ تشریف لائے ان کو ایک ہزار درہم نذر کیے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے ان کو بھی ایک ہزار درہم دیئے۔ پھر ان کے جانے کے بعد آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو پانچ سو درہم دیئے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے سردار میں حضور پاکؐ کے زمانے میں نوجوان تھا اور سرکارِ دو عالم کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوا ہوں۔ امام حسنؑ اور حسینؑ اس وقت گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم دیئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بیٹا پہلے وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرو جو حسنؑ اور حسینؑ کو حاصل ہے۔ ان کے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ والدہ حضرت فاطمۃ الزہرہ اور نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے ناقص العقل ان کی شان و مرتبہ دیکھو اپنے آپ کو دیکھو سب بات غور کرنے کی ہے۔ اہلبیت اطہار کی شان سب سے بلند و بالا ہے۔ سرزمین مکہ اور طائف اور بیت اللہ اور مدینہ شریف کے سربراہ ہیں۔ محبت اہلبیت موجب ایمان ہے سرمایۂ بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اطہار کو ان تمام اعتقادی اور عملی ناپاکیوں اور برائیوں سے بالکل پاک اور منزہ فرما کر قلبی صفائی اخلاقی ستھرائی اور تزکیہ ظاہر و باطن کا سب سے اعلیٰ درجہ دیا ہے۔

یومِ عاشورہ کی فضیلت

حضرت آدم علیہ السلام کی اس دن توبہ قبول ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس دن کامیاب کیا اور فرعون پر فتح دی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اس دن جودی پہاڑ پر ٹھہری۔

حضرت یونس علیہ السلام نے اس دن مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اس دن کنوئیں سے نکالا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دن پیدا ہوئے اور اسی دن آسمان پر اٹھایا گیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی اس دن توبہ قبول ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس دن بینائی لوٹ آئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کا اسی دن اعلان ہوا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے اس دن بیماری سے شفا پائی۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اٹھایا گیا۔

حضرت سلیمان کو اسی دن ملک کی بادشاہی دی گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے۔ جمعہ کا دن تھا۔

نکاح کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے نکاح افضل ہے۔ نسل انسانی کی بقا اس سے ہے۔ شہوت اس لیے رکھی گئی ہے کہ مذکر بیج کا اخراج کرے اور مونث کی کھیتی میں اس کی کاشت کرے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس کے بغیر بھی نسل انسانی کو عمل میں لا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ اسباب کا مسبب پر ترتیب ہو۔ انسان حصول اولاد کے لیے کوشش کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی محبت کا دخل ہے کیونکہ اس کے حکم کی اطاعت میں طلب اولاد کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی محبت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ وہ آپ کی امت میں تکثیر کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ نیک اولاد کی دعا سے برکت حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے چوتھا یہ کہ وہ اولاد کی عمدہ تربیت کر کے ملک و ملت کی تعمیر اور اس کے استحکام کے لیے افراد مہیا کرتا

ہے۔ پانچواں یہ کہ اولاد کی وجہ سے اسے رسول اللہ کی سیرت کے اس حصہ پر عمل کا موقع ملتا ہے جس کا تعلق اولاد سے ہے۔ چھٹا یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے جن احکام کا تعلق اولاد سے ہے اولاد کی وجہ سے ان احکام پر عمل کا موقع ملتا ہے۔ ساتواں یہ کہ اولاد کی تربیت اور پرورش کر کے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اولاد اس کا دست و بازو بن جاتی ہے۔ نواں فائدہ یہ ہے کہ جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تو ان کی وجہ سے انسان کا گھر میں دل بہلتا ہے۔ بیمار ہو جائے تو بچے اس کی تیمارداری کرتے ہیں۔ بچوں کی کفالت کے ذمہ دار ہونے کی وجہ سے انسان کے دل میں زیادہ سے زیادہ کمانے اور محنت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کی وجہ سے انسان کے دل میں رحم اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ میں وہ الگ تھلگ نہیں رہتا اور اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ نیز اولاد کی وجہ سے انسان کی تمدنی زندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اولاد کی شادی بیاہ کے معاملات کی وجہ سے نئے نئے لوگوں سے تعلقات پیدا ہوتے ہیں اور دسواں فائدہ یہ کہ اولاد اگر بچپن میں فوت ہو جائے تو ماں باپ کی شفاعت کرتی ہے۔ گیارہواں فائدہ یہ کہ ماں باپ کی تعلیم سے اولاد جو نیکیاں کرتی ہے ان کا اجر ماں باپ کو ملتا ہے۔ بارہواں فائدہ یہ کہ بسا اوقات اولاد کی نیکیوں سے ماں باپ کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ نکاح سے انسان کی شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ گناہ سے بچ سکتا ہے۔ عورت نیک ہو تو سکون ملتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ سے لے کر مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ پ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۸۹ ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔ پھر جب اس پر مرد چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھرا کی جب بوجھل پڑی دونوں نے اپنے رب سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیئے بچہ دے گا تو بے شک ہم شکر گذار ہوں گے۔ عورت زندگی کے تمام معاملات میں رفیق ہوتی ہے۔ محرم راز ہوتی ہے۔ مونس اور غمگسار ہوتی ہے۔ نکاح اس سے کرو جو تمہیں پسند آئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ سے لے کر اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ پ۴ سورۃ النساء آیت ۳ ترجمہ: اور تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے

تم مالک ہو۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ حق مہر ادا کرو۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ فَرِيْضَةً طپ۵ سورۃ النساء آیت ۲۴ ترجمہ: تو عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو تو ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو جو نکاح کے قابل نہیں وہ روزے رکھیں اور صبر کریں ارشاد ہوتا ہے۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ سے لے کر مِنْ فَضْلِهٖ طپ۱۸ سورۃ نور آیت ۳۳: ترجمہ! اور چاہیئے کہ بچے رہیں وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ اللہ مقدور والا کر دے اپنے فضل سے۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہے۔ مسلم جلد سوم حدیث نمبر ۳۴۷۹ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے مہینہ میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال کے مہینہ میں ہی میری رخصتی ہوئی۔ چنانچہ بوجہ سنت شوال میں نکاح کا زیادہ ثواب ہے اگر عورت سے پیچھے سے ہمبستر ہو تو بچہ بھینگا ہوگا۔ حدیث ۳۴۳ مسلم جلد سوم ترجمہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں۔ یہودیہ کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے اندام نہانی میں پیچھے سے جماع کرے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ اسی جلد میں حدیث نمبر ۳۴۳۷۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے بیوی مرد سے ناراض ہو تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ایسی بری حرکت کے متعلق قرآن نے فرمایا۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ سے لے کر كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۵ پ۵ سورۃ النساء آیت ۳۴۔ ترجمہ: مرد افسر ہے عورت پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مرد نے ان پر مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں۔ خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔ جس طرح اللہ نے حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ رہو اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ اختیار کرنا نہ چاہو بے شک اللہ بلند اور بڑا ہے۔ خاوند کے بلانے پر بیوی فوراً حاضر ہو۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ سے لے کر خِطْاً كَبِيْرًا ۵ پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۱ ترجمہ: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔ بچے کو دودھ پلانے کے متعلق قرآن میں ارشاد خداوندی ہے۔ وَالْوَالِدٰتُ سے لے کر تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ہ ترجمہ: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے

لیے جو دودھ کی مدت ہے۔ پوری کرنی چاہیئے۔ اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے۔ حسبِ دستور کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا۔ بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ وَ وَصَّیْنَا سے لے کر اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ہ پ۲۱ سورۃ لقمٰن آیت ۱۴: ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا۔ کمزوری پر کمزوری جھیلتی رہی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

پیر بھائی

پیر بھائیوں کو چاہیئے کہ کوئی سلسلہ کے پیر بھائی پر ظلم کرتا ہے تو دوسرے بھائی اس وقت تک نہ تو غسل جنابت کریں اور نہ ہی سر میں تیل لگائیں جب تک بدلہ نہ لے لیں۔ بعض صحابہ سارا سارا دن لکڑیاں چنتے ان کو فروخت کر کے اپنے مرکزی پیر بھائیوں کی نذر کرتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ہ پ۹ سورۃ انفال آیت ۲۶ ترجمہ: اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے۔ ملک میں دبے ہوئے ڈرتے تھے اور تمہیں کہیں اُچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے زور دیا اور ستھری چیزیں تمہیں روزی دیں کہ کہیں تم احسان مانو۔ اسی طرح ہر سلسلہ میں پہلے بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ پھر بزرگ دعا کرتے رہتے ہیں اور پھر مریدین زیادہ ہوتے رہتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ سے لے کر عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ہ پ۱۰ سورۃ انفال آیت ۶۲، ۶۳ ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا اور ان کے دلوں میں میل کر دیا اگر تم زمین میں جو

کچھ ہے سب کچھ خرچ کر دیتے۔ ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے بے شک وہی غالب حکمت والا۔ مریدوں کا کام ہے اپنے مرشد کی شان کی صدا اطراف عالم میں بلند کریں تبلیغ کرنے سے سلسلہ زیادہ ہوتا ہے ہر گوشے سے لبیک کی صدائیں خود بخود آنے لگتی ہیں۔ سہولت سے کام کرنا سخت گیری یعنی مشقت سے بھی کام کرنا خوش خبری سنانا نفرت نہ دلانا سب مل کر کام کرنا مرشد کی قیام گاہ کا بھی خاص خیال رکھنا اور ادب کرنا بارگاہ مرشد میں پہنچ کر عشق کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ دربار ولائیت میں جلدی آجانا چاہیئے قوموں کی بربادی ہمیشہ آپس میں اختلاف سے ہوتی ہے۔

آیات کی تشریح

تشریح ارادت: قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ سے لے کر اَلْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ پ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۲۴ ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے۔ تمہارے پسندیدہ مکان اور چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ صحابہ کرام کی محبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ مرید کی محبت ہمیشہ اپنے مرشد سے ہوتی ہے۔ یہی ایک خاص ارادت ہے۔ مرشد کے مقابلے میں مرید کے لیے ہر چیز ہیچ ہے۔ جنگ بدر میں حضرت ابو بکرؓ اپنے بیٹے حضرت حذیفہؓ اپنے باپ کے خلاف تلوار کھینچ کر نکل آئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں کو قتل کر دیا اپنے مرشد کی خاطر صحابہ کرام نے بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے سارا مال لا کر حضورؐ کے قدموں میں رکھ دیا۔ اسی دوران حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہم حکم کریں اپنے آپ کو قتل کر دو تو آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا عَلَیْہِمْ سے لے کر وَّ اَشَدَّ تَثْبِیْتًا پ۵ سورۃ النساء آیت ۶۶ ترجمہ: اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل آؤ ان میں تھوڑے ہی ایسا کریں گے اور کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی ہے تو اس میں ان

کا بھلا تھا اور ایمان پر خوش تھا۔ صحابہ نے عرض کی اگر حکم ہو تو ہم آپ کے قدموں میں اپنی گردنیں کاٹ دیں۔ حضور پاک نے حکم فرمایا اپنے مرشد میں نہ کوئی برائی دکھائی دیتی ہے اور نہ اس کی برائی آدمی سن سکتا ہے جو مرید اپنے مرشد کی برائی سنے اور خاموش رہے وہ مرید ہی نہ رہا۔ مرید تو اپنے مرشد کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے۔ عاشق کے لیے معشوق کا ذکر قرآن کی تلاوت ہے۔ عاشق اپنے معشوق کے مخالفوں سے دوستی نہیں کرے گا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نامی ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شراب پینے کی وجہ سے حد جاری کی اسی دوران ایک صحابی نے عرض کی۔ اللہ اس پر لعنت فرما یہ کس قدر شراب پیتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو تم نہیں جانتے یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر محب ہے۔ جس سے مرشد پیار کرتا ہے۔ اس سے سب کو پیار کرنا پڑے گا۔ مرشد کو مرید کوئی ایسا کام نہ بتائے جس سے مرشد کو تکلیف ہو اور کام کرنا بھی دشوار ہو۔ ہاں مرشد ایسا کام بتا سکتا ہے جب نیک کام نہیں کرتا تو سکون کہاں سے آئے گا۔ سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا سے لے کر بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ پ۲۵ سورۃ حٰمٓ سجدہ آیت ۵۳ تا ۵۴ ترجمہ: ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپ میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا بے شک وہ حق ہے کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں سنو انہیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے۔ سنو وہ ہر چیز پر محیط ہے۔ دنیا میں ہر چیز کی کثرت مضر ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ طبیعت بھی اس سے بھر جاتی ہے۔ اگر انسان ذرا غور کرے تو اس کو دنیا میں کبھی انہماک پیدا نہ ہو۔ مثلاً پلاؤ یا کوئی اور ایک قسم کی غذا کے روزانہ کھانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل اس سے متنفر ہو جائے گا اور طبیعت اس سے پھر جائے گی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ روح کی فطرت کثرت کی جانب نہیں بلکہ اعتدال کی جانب ہے۔ کثرت کے مضر نتائج بھی اظہر من الشمس ہیں وحدتِ خیال کی مشق ہے۔ خیال کی پختگی ہونے کی علامت ہے۔ جب کوئی شخص کسی بہت بڑے بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے تو پہلے وہ اس کے محل کی ظاہر شان و شوکت سے متاثر ہوتا ہے تو سنتری پہرے والے پر نگاہ پڑتی ہے۔ محل میں اندر داخل ہونا ہے تو اندرونی عمارت کی خاص

اسے نظر آتی ہیں اور آگے بڑھتے ہیں تو محل کی اندرونی زیب و زینت پر نظر پڑتی ہے
ابھی تک مالکِ حقیقی پر نظر نہیں پڑتی۔ تین مقام جمال۔ جلال۔ کمال جو لوگ جمال و جلال کی منزل پر
ہیں ان سے کمال کا مقام ابھی دور ہے جو بھی چمک ہے وہ ان ذروں کی نہیں بلکہ مالکِ حقیقی کی
ہے۔ ہر لمحہ، ہر شان۔ ہر آن۔ ہر بان ذاتِ حق ہے۔ یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ○ پ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۲۹ ترجمہ: اس کے منگتا ہیں جتنے آسمان
اور زمین میں ہیں اسے ہر دن ایک کام ہے ہر آن نئی شان میں جلوہ افروز ہے۔ آنکھوں کو دیکھ
کر دوسرا کیوں مست ہوتا ہے کون ہے جو مست بناتا ہے ذاتِ حق کو قوت ہے سوائے ذاتِ
مطلق کے اور کچھ نہیں دونوں جہان میں جو کچھ ہے وہ مطلق ہی ہے اور اسی کے کرشمے ہیں۔
ایک مجنوں ہی پر کیا موقوف ہے ہر شخص مجنوں بنا ہوا ہے۔ کسی نہ کسی لیلٰی کے عشق میں دیوانہ ہے
کوئی اپنے جسم کے غم میں مبتلا ہے کوئی لیلٰی جاہ و منصب پر فریفتہ ہے۔ یہ سب بے سرو
سامانی ہے اکمل درویش وہ ہیں جو دونوں صفات کے قائل ہیں اندر اور باہر دونوں جگہ ذاتِ
حق ہے لیکن ہر پاک ناپاک پر روشنی پڑتی ہے۔ پاک ہونے یا ناپاک ہونے کا آفتاب پر کوئی اثر
نہیں پڑتا۔ وہی شخص پہچان سکتا ہے جس کی نظر درست ہو اگر کسی کی نظر درست نہیں تو آفتاب
سامنے کیوں نہ چمکے لیکن اس کے لیے رات ہے۔ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَ
ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ پ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۳ ترجمہ: وہی اول وہی آخر وہی باطن
اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ تخم و شجر کے تعلق باہمی پر ذرا غور کرو۔ تخم ابتداء ہے درخت کی اور
تخم کتنی ذرا سی چیز ہے اور درخت کتنا بڑا ہوتا ہے۔ بظاہر دونوں میں کوئی مناسبت نہیں
نظر آتی کتنا بڑا درخت کتنے ذرا سے تخم میں مخفی ہوتا ہے جب تخم تمہاری آنکھوں کے
سامنے ہوتا ہے تو تخم ظاہر ہوتا ہے اور درخت باطن ہوتا ہے جب تخم زمین میں چھپا دیا گیا
اور درخت اگنا شروع ہوا تو تخم باطن ہو گیا اور درخت ظاہر اب درخت تمہاری آنکھوں کے
سامنے ظاہر ہے اور تخم تمہاری آنکھوں سے مخفی۔ مگر حقیقت میں تخم اس درخت میں موجود
ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو قلم لگا کر دیکھ لو اس درخت میں پھر پھول آتا ہے اور پھل لگتا ہے اور
پھل کے اندر وہی تخم موجود ہے۔ ذاتِ حق تخم اول بھی تھا اور آخر بھی ظاہر بھی اور باطن بھی

تخم ظاہر تھا تو درخت باطن۔ جب تخم باطن ہوا تو درخت ظاہر ہو گیا۔ یہی انسان کا وجود ہے یہی وہ درخت ہے یہ امور فہم انسانی سے بالاتر ہیں۔ گول چکر یعنی دائرہ کا سر اور پا وہی محیط ہے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ دائرہ کا سرا یا پہلا حصہ اول بھی اور آخر بھی ابتدا بھی ہے انتہا بھی اور فیض جب بھی ہوا وجود سے ہوا یہاں اسماء وصفات کا ہی جلوہ ہے۔ اسی کو جلوۂ قبولیت کہتے ہیں جو تو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ سب ذات حق کا ہونا ہے اگر تم اپنا عکس کسی صاف آئینہ میں دیکھو تو ہو بہو تمہیں اپنی صورت اس آئینہ میں نظر آئے گی مگر حقیقتاً تم اس آئینہ کے اندر موجود نہیں۔ گو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں نہیں ہو۔ اسی طرح ذاتِ حق ہے بھی اور نہیں بھی ہر چیز میں۔ چھری قاتل بھی ہے اور نہیں بھی چونکہ چھری خود قتل نہیں کرتی جب تک کسی حلال کرنے والے کے ہاتھ میں نہ ہو۔ چھری محض ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ سے فاعل کا فعل ظہور میں آتا ہے۔ ذاتِ حق کا ظہور کل کائنات میں ہے۔ چاند، سورج، آتش، ہوا، خاک آسمان، زمین، جنت، دوزخ سب اللہ ہی کے اسماؤ صفات کے مظہر ہیں۔ یہ بات یاد رکھو کہ کائنات اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا مظہر ہے۔

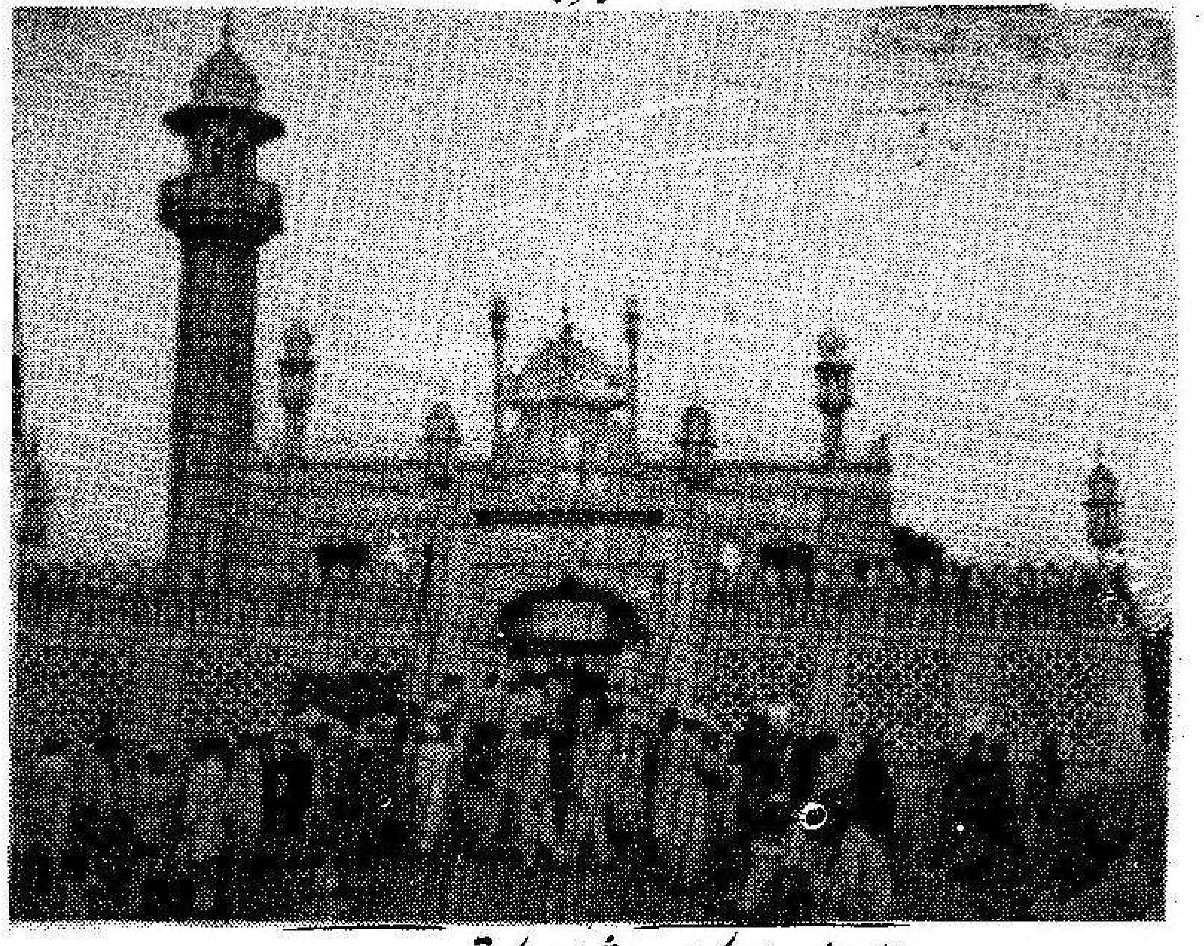

آستانہ عالیہ کی مسجد شریف کی تصویر ہے۔

اماں حضور کی برسی کے موقع پر سجادہ نشین صوفی عظمت اللہ، بمعہ صاحبزادہ صوفی حبیب اللہ شاہ، صوفی عبدالرحمن شاہ، محمد اسلم کمال و دیگر وابستگان سلسلہ عالیہ کے بھائی ہیں۔ اماں حضور کے دربار شریف پر چادر پوشی کیلئے حاضر ہو رہے ہیں۔

اماں۔ حضور کے دربار پر قرآن خوانی ہو رہی ہے،

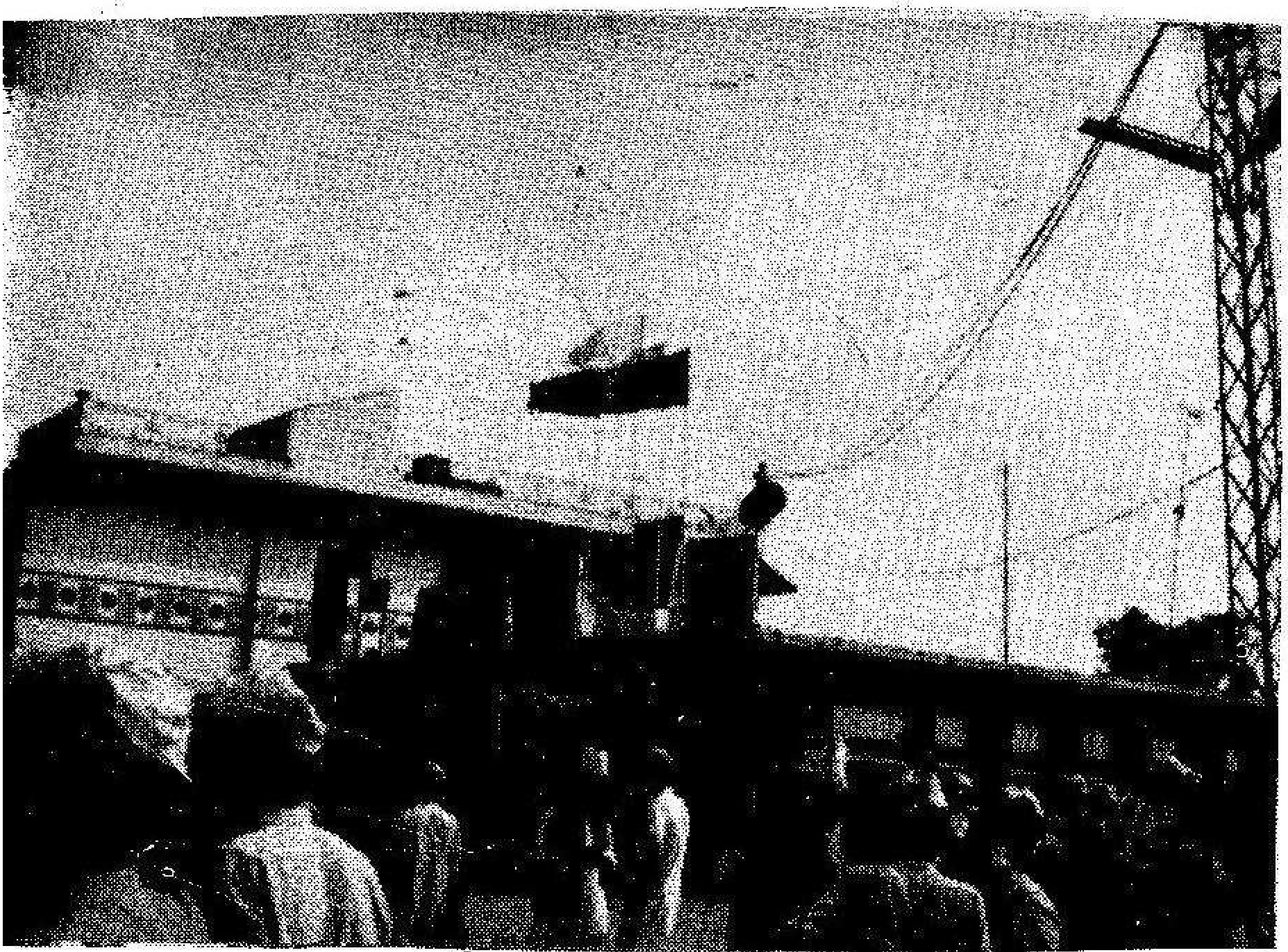

آستانہ عالیہ کی عرس کے موقعہ کی تصویر

آستانہ عالیہ کے اصطبل کی تصویر ہے، دوسری طرف بھینسوں کا باڑہ ہے۔

آستانہ عالیہ کی مسجد کے نزدیک امانت خانہ ہے ساتھ ہی سرتاج قصوری میتھی
کی دوکان لگی ہے، چند بھائی وہاں بیٹھے ہیں.

لنگر تیار کرنے والے پیر بھائی.

عرس کے موقع پر بسیں، کاریں، ویگنیں کھڑی ہیں۔

ضلع شیخوپورہ کا جلوس! آستانہ عالیہ! عرس کے موقعہ پر حاضری کیلئے آرہا ہے جس میں شہزادہ نشین صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب کے ساتھ سید انور سعید نقیبی صوفی عبد الرزاق دیگر وابستگان سلسلہ عالیہ کے بھائی ہیں،

یہ جلوس خلاص پور سے صوفی بشیر احمد نقیبی، صوفی محمد اسلم کمال شاہ تشریف لا رہے ہیں

ضلع مظفر آباد کے عقیدت مند حاضری کیلئے حاضر ہو رہے ہیں

یہ جلوس ضلع سرگودھا کا صوفی دوست محمد کی قیادت میں آ رہا ہے، ساتھ صوفی فرزند علی بھکر، صوفی شبیر حسین شاہ گھمن کے دیگر وابستگان سلسلہ عالیہ ہیں۔

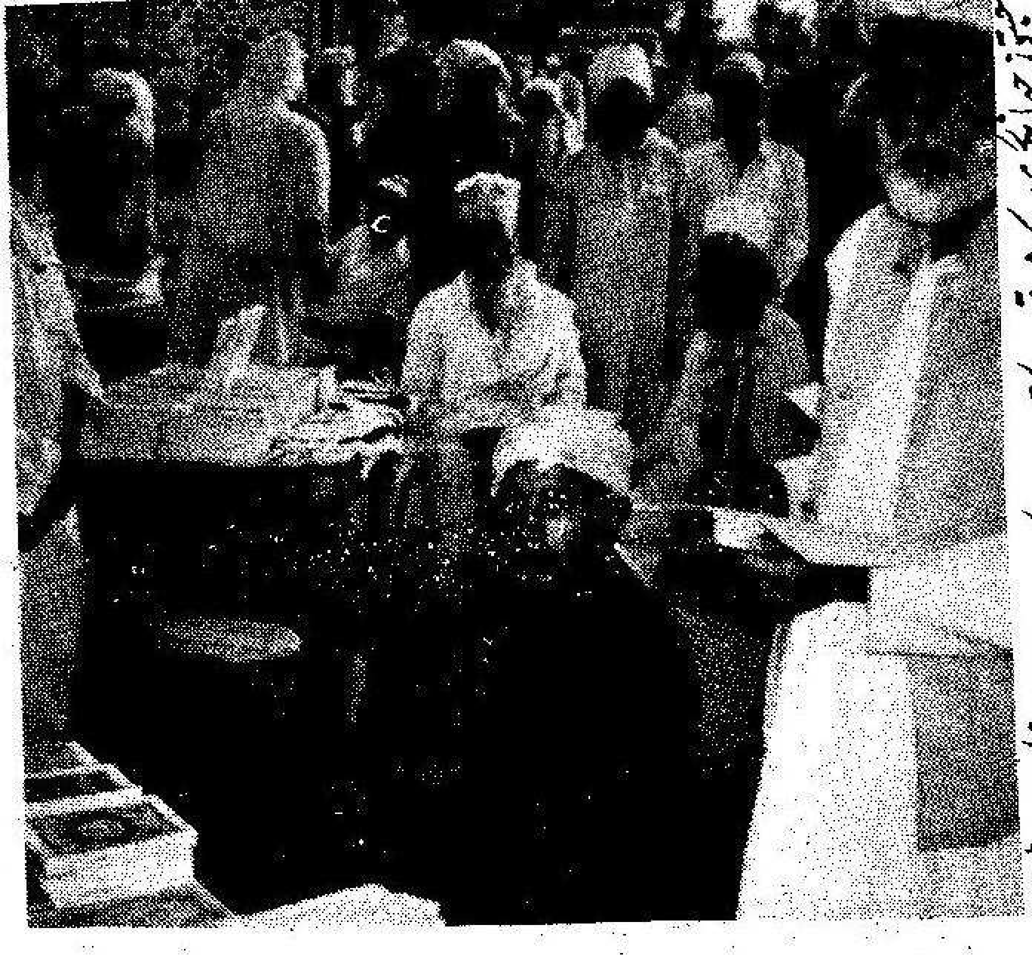

جشنِ جہانگیری کے موقع پر کتابوں کے سٹال پر صوفی کرام بیٹھے ہیں دوسرے وابستگانِ سلسلہ کے بھائی ہیں۔

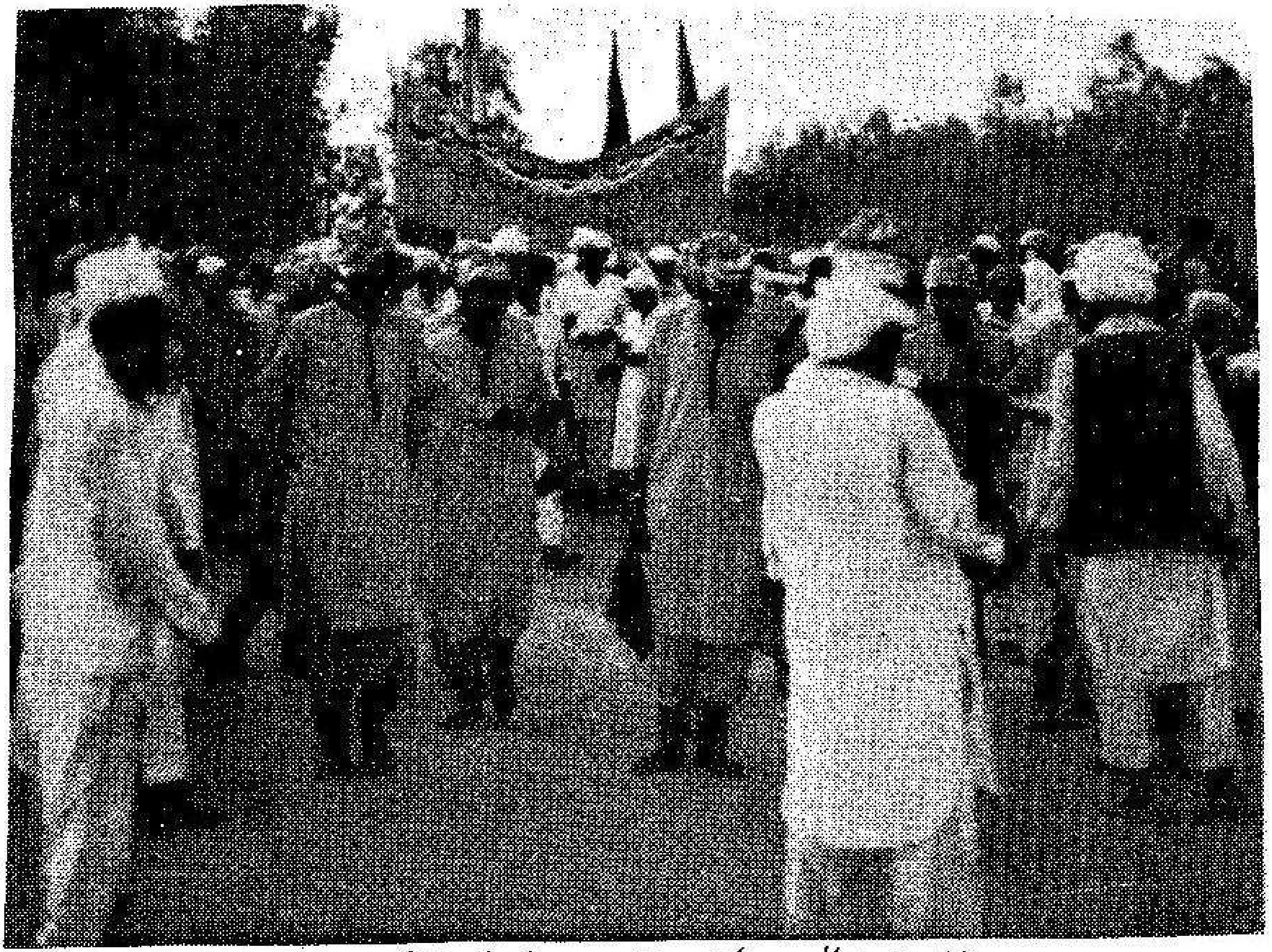

ضلع نارووال سیالکوٹ کا جلوس حاضری کے لئے آ رہا ہے

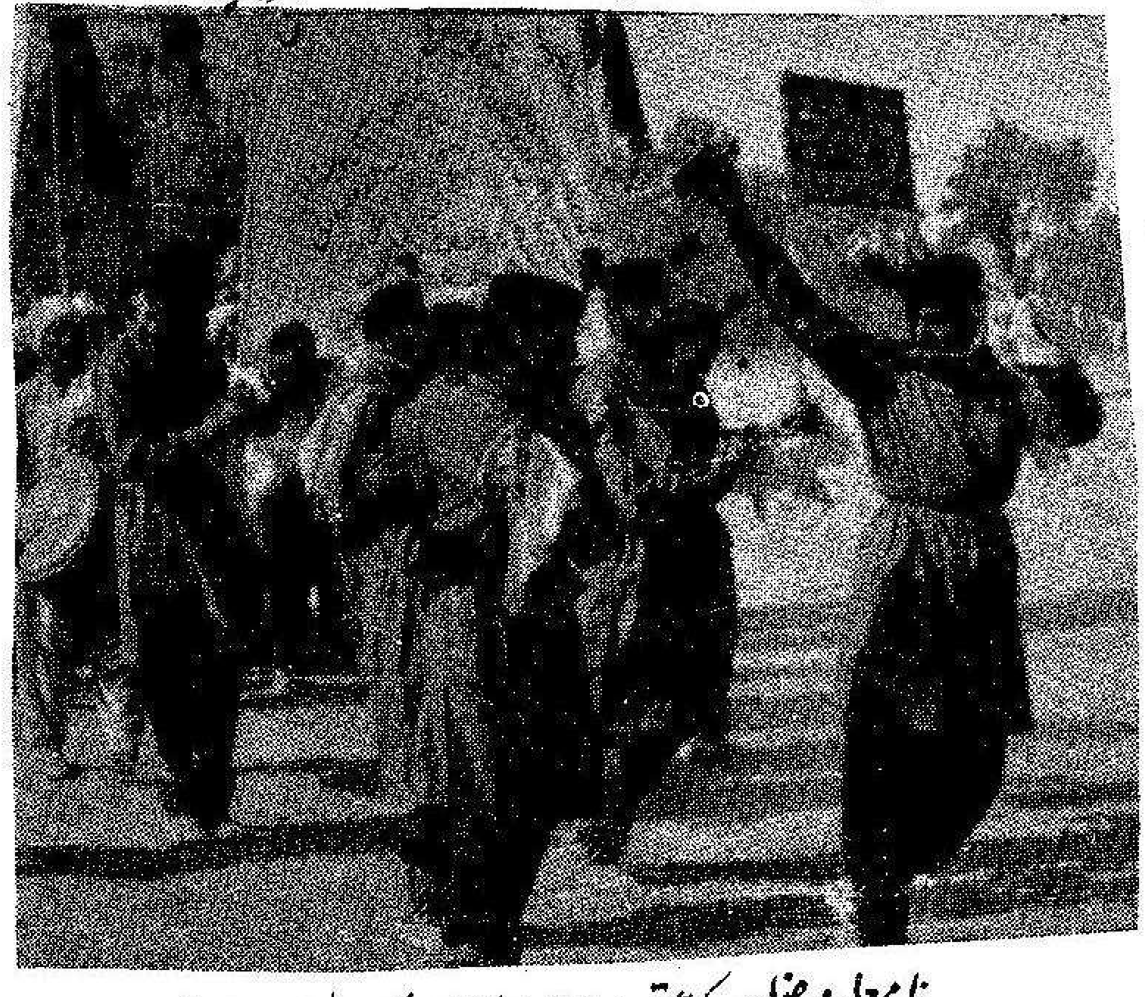

نامعلوم ضلع کے عقیدت مند حاضری کے بڑھ رہے ہیں

شاہ علوم ضلع کے عقیدت مند حاضری کے لئے آرہے ہیں

حضرت صوفی نور محمد شاہ ، حضرت صوفی حفیظ الدین شاہ ، حضرت صوفی ریاض شاہ

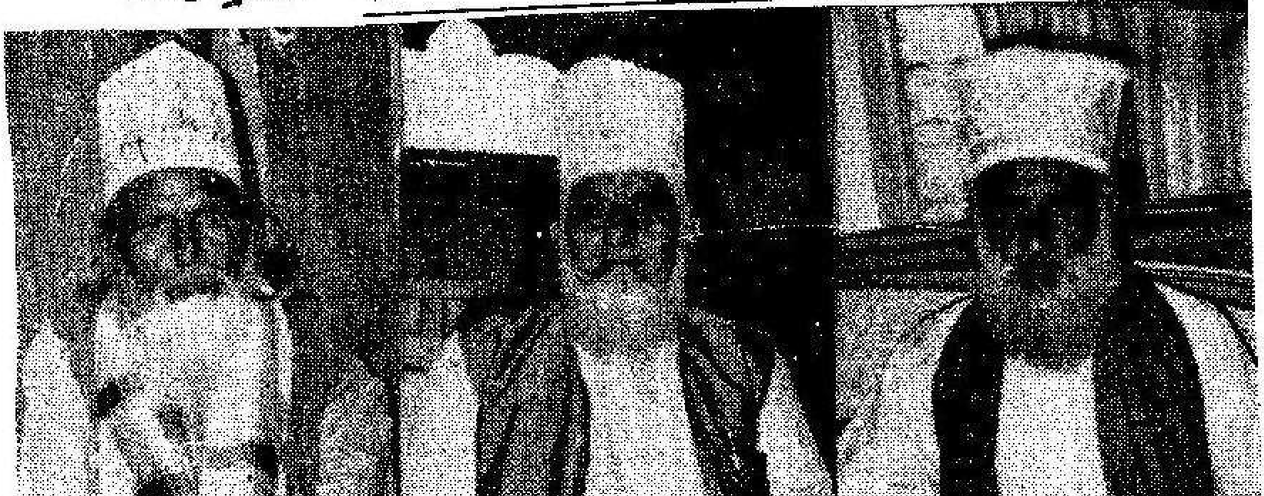

صوفی حیات محمد شاہ صوفی عبدالرحمن شاہ صوفی کاکے شاہ کا گروپ فوٹو

حضرت صوفی باباحفیظ اللہ شاہ ملتان شریف والے ،

سیّد انور سعید نقیبی قادری، مانانوالہ ضلع شیخوپوری

ہر آستانہ بورڈ فیضانِ نقیب کے نام لکھتا یا ہونا ضروری ہے

صوفی انور شاہ کراچی والے ۔

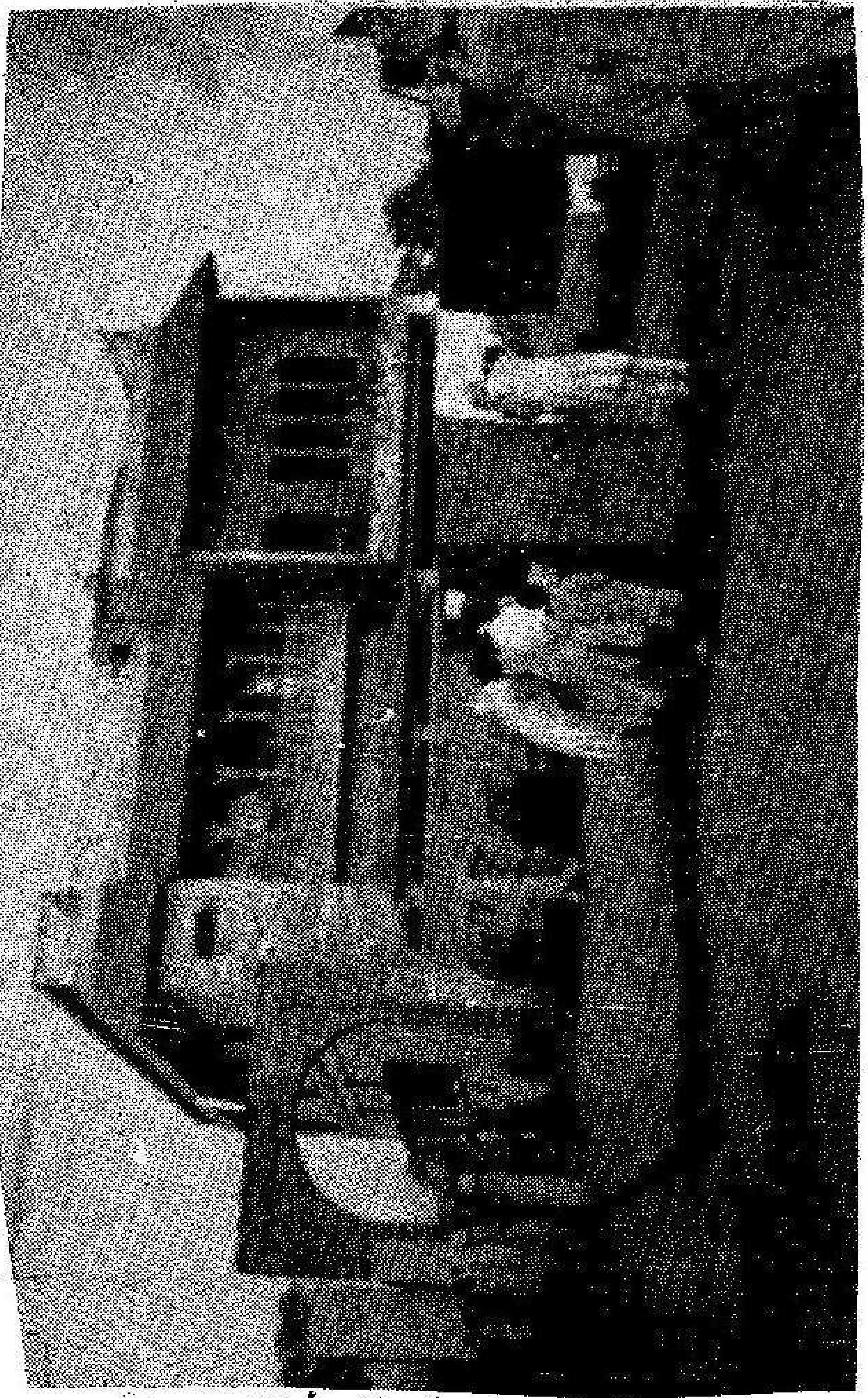

عرس شریف کے موقع پر آستانہ عالیہ کا ایک منظر بھائی جل بھر رہے ہیں

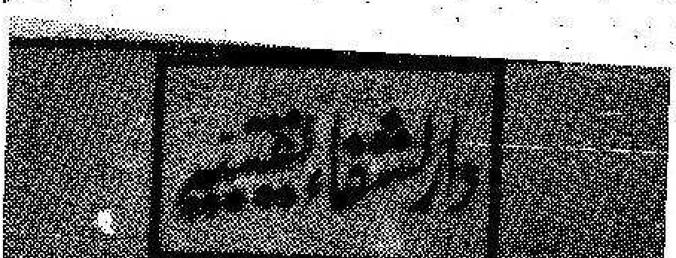

آستانہ عالیہ کی ڈسپنسری یہ ہے،

صاحبزادہ صوفی حبیب اللہ شاہ کار میں بیٹھ کر بابا بلھے شاہ کے دربار پر جا رہے ہیں۔

صوفی عظمت اللہ شاہ سجادہ نشین صاحب ہمراہ صوفی سید انور سعید نقیبی مانانوالہ ضلع شیخوپورہ

سید انور سعید نقیبی کے ساتھ اڈا لاریاں صادق آباد میں صوفی مقبول احمد نقیبی اور سید انور سعید کے عقیدت مندوں کا فوٹو گروپ ہے ،

شجرہ طیبہ

شجرہ شریف پڑھ کر انسان کی روح ایک عجیب مسرت سے ہمکنار ہو جاتی ہے، وہ اپنے شیخِ کامل کا ممنون ہوتا ہے، جس نے اس کے ہاتھ میں نور کی ایک زنجیر تھما دی ہے، یہ زنجیر جس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں ہے، تو آخری سرا مولائے کائنات دستِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اللہ کے دستِ مبارک میں ہے جو مرید اپنے مرشد سے صحیح رابطہ رکھے گا۔ تو گویا بارگاہِ رسالت میں پہنچ جائے گا، یہی وہ رسی ہے، جو قرآن مجید نے فرمایا ہے، مضبوطی سے تھام یہی وہ راشن کارڈ ہے جس کے ذریعہ سے روحانی ڈپو سے روحانی راشن ملے گا، یہی وہ شجر ہے، جس کی جڑیں زمین میں، اور شاخیں آسمان میں ہیں، شجرہ شریف پڑھنے کے بعد زیادہ باتیں نہ کریں، زیادہ گفتگو سے دِل مردہ ہو جاتا، دل نورِ عشق سے روشن و زندہ رکھنا ضروری ہے کم بولنا بھی ایک عبادت ہے، خاموشی ہمیشہ کلام سے افضل ہے، دل کا زبان سے بہت فاصلہ ہے، جو شجرہ پڑھنا چھوڑ دے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے، روحانی قوّت بڑھانے کے لئے دن رات ذکر فکر اور شجرہ شریف پڑھنا چاہیئے جتنا مرشد کے قریب ہوں گے اتنا ہی قوتِ روحانی بڑھے گی، لوہے کو نرم کرنے کے لئے آگ کے پاس جانا ضروری ہے یہ شجرہ دینا بھر کی لطافتوں کا مجموعہ ہے، یہ رسی کثرت سے وحدت کی طرف لے جا رہی ہے۔ انسان حیوان میں فرق صرف یہی ہے کہ انسان اپنی وحدت کو پا رہا ہے اور حیوان کو معلوم نہیں ہے، شجرہ پڑھنے سے غفلت کے پردے دور ہوتے ہیں جبکہ طلب صادق ہو انہیں ظاہری آنکھ سے اپنا جلوہ وجمال دکھاتے ہیں۔ مرید کے لئے شجرہ مینارۂ نور ہے، اسی کے پڑھنے سے مرشد کی زیارت ہوتی ہے، روح کو تسکین ملتی ہے مشکلیں دور ہوتی ہیں۔ مسائل حل ہوتے ہیں قسمت نکھرتی ہے دیگر اولیاء کرام کی زیارتیں ہوتی ہیں، دکھ اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ اسی کے پڑھنے سے بیماریوں سے شفا ملتی ہے،

اپنی پہچان کرو

دوسرے لوگوں کے عیب کا تجسس اور رائے زنی نکتہ چینی کرنا چھوڑ
دو خود اپنے عیوب کا تجسس کرو۔ اور اپنے عیب گریبان میں منہ ڈال کر خود
اپنی حالت کا مطالعہ کرو۔ نجات صرف اپنی زبان کو قابو رکھنے میں ہے۔ اپنے
قلب کو آباد کرنے میں ہے۔ کان ہاتھ آنکھیں گوشت گواہی دیں گے۔ جیسے
لندن سے کھیل براہِ راست ریلے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ فلم خود بخود۔
موت کے وقت سامنے آجاتی ہے۔ جب اپنی پہچان خود کرتی ہے۔ خود ہی اپنا
حساب کتاب کرتا ہے۔ تو اعضاء ساتھ ہی ہیں۔ جب پہچان ہو جاتی ہے۔ تو تنک کی
بے چینیوں سے سکون پاتا ہے۔ جھاگ مٹی ہے۔ پانی میں وہ بے وطن ہے۔ پانی کے
اندر اچھلتی کودتی سمٹتی پھیلتی تڑپتی پھڑکتی رہتی ہے۔ کیونکہ وہ پانی کی جنس نہیں
مگر جب پانی سے نکل کر ساحل دریا پر آپڑی تو چپ چاپ رہی ہے۔ کیونکہ اپنی
جنس سے مل گئی ہے۔ آدمی جب اپنی اصل حقیقت کو پالیتا ہے۔ تو خاموش ہو
جاتا ہے۔ اپنے نفس سے جہاد کرنا ہی پہچان ہے۔ اگر بیس سانس صبر والے۔
پہچان والے گزر گئے تو وہ دوسرے سانسوں کو صحیح کریں گے۔
معرفت کے پھول قلب میں کھلنے لگتے ہیں۔

شریر انسان ہی شیطان ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا سے ۔۔ کر وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ پ ٨ سورۃ انعام آیت ١١١
ترجمہ :۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں، آدمیوں اور
جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے۔ بناوٹ
کی بات دھوکے کو اور تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو انہیں ان کی

بناوٹوں پر چھوڑ دو۔

وَ کَلْبُھُمْ بَاسِطٌ سے ے کر رُعْبًا ٥ سورۃ کہف آیت ۱۸ ترجمہ: اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہیں۔ غار کی چوکھٹ پر اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جائے۔ بزدل لوگ کتے کی آواز سنتے ہی بھاگ نکلتے ہیں اور اپنا مقصد فوت کر لیتے ہیں۔ مگر ثابت قدم لوگ کھڑے ہو کر صاحب خانہ کو آواز دے کر پکارتے ہیں۔ کیا میاں اپنے کتے کو سنبھالو مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ ناقص الایمان لوگ شیطانی ترغیب سے متاثر ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مگر کامل لوگ شیطان کے وسواس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور ان میں نہیں پھنستے۔ اس کتے نے سب کے لیے راستہ بند کر رکھا ہے۔ غفلت ہمیشہ گستاخی سے پیدا ہوتی مرشد کا ادب کرنا رعب سہارنا دانش مندی پیدا کرتا ہے۔

شیطان کا مضمون

یہ ہوائی اجسام ہیں۔ اور مختلف شکلوں میں بدل کر ہمشکل ہونے پر قادر ہیں۔ اور ان کے لیے عقول و افہام ہیں۔ اور دشوار و مشکل اعمال پر انہیں قدرت حاصل ہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں۔ جن کثیف جسم ہو ممتنع ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو واجب ہے۔ کہ اسے سلیم الحس دیکھ سکے۔ اس لیے کہ اگر اجسام کشفہ ہمارے ساتھ موجود ہیں اور ہم انہیں نہیں دیکھتے تو جائز ہے کہ ہمارے سرکار حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونچے اونچے پہاڑ چمکتے ہوئے سورج اور بجلیاں ہوں۔ باوجود اس کے کہ ان میں سے کسی چیز کو نہیں دیکھا اور اس کا جواز خارج از عقل ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اس کا اجسام لطیفہ ہونا جائز نہیں اور یہ اس لئے کہ اگر ایسے ہو تو یہ زور دار تیز ہواؤں کی تیز رفتاری کے وقت پھٹ جائیں۔ یا بکھر جائیں اور یہ بھی لازم ہے کہ

اعمالِ شاقہ پر قوت و قدرت حاصل ہو۔ اور ثابت ہے کہ جن اعمالِ شاقہ ہی کی طرف منسوب ہیں۔ اور جب دونوں قسمیں باطل ہیں تو جن کے بارے قول کا فساد ثابت ہے۔ دوسری دلیل جن کے ساتھ موسوم بہ اشخاص جب اس عالم میں بشر کے ساتھ مخلوط موجود ہیں۔ تو طویل اختلاط و مصاحبت کے باعث انہیں یا دوستی کا غلبہ حاصل ہو گا یا دشمنی کا غلبہ حاصل ہے۔ تو اس دوستی کے باعث منافع کا ظہور واجب ہے اگر دشمنی ہو گی۔ تو اس عداوت کے سبب نقصان کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ مگر ہم نے اس کا اثر نہ اس دوستی سے دیکھا ہے نہ اس دشمنی سے منتر کرنے والوں نے بھی تسلیم کیا کہ ہم نے دیکھا نہیں جس کا وجود یا آواز کی صورت نہیں دیکھی تو کیسے ممکن ہے۔ اس کا احساس کر سکیں اور جو لوگ کہتے ہیں ہم نے جنوں کو دیکھا ہے اِن کی آواز کو سنا تو یہ دو گروہ ہیں۔ ایک وہ مجنوں لوگ جو اپنے مزاج کے خلل کے باعث چیزوں کا خیال کرتے ہیں تو انہیں گمان ہوتا ہے کہ وہ دیکھ رہے ہیں جبکہ دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جو کذاب ہیں ر انبیاء رسلین کی خبروں کے واسطے سے اِن چیزوں کا اثبات تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ اِن اشیاء کا اگر انبیاء کرام کی نبوت کا بطلان کرنا ثابت ہو تو اس تقدیر پر اس کے ثبوت کا جواز ہے۔ اگر کہیے کہ انبیاء کرام معجزات سے جو کچھ لائے ہیں۔ اس میں جنوں اور شیطانوں کی امداد حاصل تھی۔ اور ہر وہ فرع جو اپنی اصل کے ابطال کی طرف مدد دیتی ہے۔ باطل ہو گئی اس کی مثال یہ کہ جب ہم انسان کے بواطن میں جن کے نفوذ کو جائز سمجھیں گے تو نا جائز نہیں اگر کہیں کہ اونٹنی کا بچہ اس لیے چیختا چلاتا ہے کہ اس کی چیخوں میں شیطان کا نفوذ ہے۔ پھر اونٹنی کے بچے کی چیخ ظاہر ہوئی اور نہ ہی یہ نا جائز ہے۔ اگر کہیے ناقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی کیونکہ اس کے پیٹ میں شیطان داخل ہو کر باتیں کرتا تھا۔ اور نہ یہ نا جائز ہے۔ اگر کہیے درخت کو اس کی جڑ سے اکھیڑ و کیونکہ اسے شیطان اکھیڑتا ہے۔ پس جنوں

کا انبیاء سے منسلک رہنا نبوت کو باطل ثابت کرے گا۔ اگر جن جوہر ہے تو نا جائز ہے
یہ بھی کہا گیا ہے کہ فرشتے نیک ہونے پر بنے ہیں یہ بھی جن۔ حضور پاکؐ نے فرمایا۔
مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو چکے ہیں۔ جنین وہ رحم کے پردے ہیں۔
مجنوں عقل کے پردہ کا نام ہے۔ ثابت ہوا کہ ملائک آنکھوں کے پردے کا
نام ہے۔ یہ چار گروہ ہیں۔ فرشتے ایک دوسرے انسان تیسرے جن چوتھے۔
شیطان تو بعض نے کہا شیطان ایک جنس اور جن دوسری جنس جیسا کہ انسان
ایک جنس گھوڑا دوسری جنس ہے۔ دراصل جنوں میں سے بعض اشرار ہیں۔
جو شریر جن ہیں۔ اِن کا نام شیطان ہے۔ جن کھاتے پیتے اور اولاد پیدا کرتے
اِنَّ عِبَادِیْ سے ے کر مِنَ الْغٰوِیْنَ ۰ پ۱۴ سورۃ حجر آیت ۴۲ ترجمہ:۔ بے
شک میرے بندے پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں
اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۰ پ۲۳ سورۃ ص آیت ۸۳ ترجمہ
مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں وہ گمراہ نہیں ہونگے شیطان
شطن سے ماخوذ ہے۔ جب شطن بعد اور دوری کو کہتے ہیں۔
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی سے ے کر مِنَ اللَّھَبِ پ۲۹ سورۃ المرسلٰت آیت
۳۰ تا ۳۱ ترجمہ:۔ چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین
شاخیں نہ سایہ نہ لپٹ سے۔ بچائے جس پر مصیبت پریشانی ڈالی
ہو اس پر شیطان جن مقرر کیے جاتے ہیں۔ مرشد کے جلالی ارادہ
بھی ہے۔

بندہ کو خاکی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ خاک کو ماننے والا ہے۔ یا خاک
سے پیدا ہوا یا اس خاک کے رنگ کا ہے۔ مٹی پانی آگ ہوا یہ سب نور سے
زندہ ہو کر نوری بن جاتا ہے۔ انسان نوری بھی ہے اور ناری بھی۔
دوزخ میں گیا ناری ہے۔ اور جنت میں گیا نوری ہے۔ بندہ کی حقیقت
نہ نوری ہے نہ ناری ہے۔ اسی طرح ابلیس نے عبادت کی اور منزل۔

نوریوں کے بلکہ اِن سے بھی بڑھ گیا۔ نوریوں کا سردار بن گیا۔ لیکن تھا پہلے نوری جب انکار کیا تو صاف ظاہر ہے۔ نوریوں کی مثل ہونے سے ہی اس پر حکم ملائیکوں کے ساتھ لاگو ہو گیا۔ چونکہ نور عین نار ہے۔ آگ کی روشنی نور بھی نار بھی ہے۔ آنکھ میں نور ہے۔ یہی نور بھی ہے۔ نار بھی ہے۔ ذرا اولیاء نے آنکھ پھیر لی تو سب کچھ ختم کر دیا۔ بھسم کر دیا۔ یہ کام بھسم کرنا آگ کا کارنامہ ہے۔ نہ کہ نور کا ہے۔ اب غور کریں تو صاف ظاہر ہوا کہ بندہ ناری ہے۔ ایک چیز کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیا پھر یہی دوزخ میں گیا۔ تو ناری بن گیا۔

شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے

مرید اپنے شیخ کا شکر دل سے زبان سے اور ہاتھ پاؤں سے ادا کرے۔ زبان دِل سے اقرار کرنا جو خدمت کرنا اس کا اظہار نہ کرنا مرشد کا احسانِ نعمت کو بھلا دینا کفر ہے۔ فرمانبرداری کرنا شکر ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا ۝ پ ۲۹ سورۃ دھر آیت ۳

ترجمہ:۔ بے شک اسے ہم نے راہ بتائی یا حق ماننا یا ناشکری کرنا اس طرح قرآن میں دوسری جگہ ہے۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ سے ہے کہ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۷ ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب تمہارے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہو گا۔ مرشد کی عنایت کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرتے

رہا کریں کہ ہم نالائق بندوں کو اپنے گلے لگا لیا ہے۔ شکر یقین کی جڑ ہے۔
فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لے کر كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ٥ پ۱۴ سورۃ النحل
آیت ۱۱۴: ترجمہ:۔ روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا
کرو۔ اگر تم اُسے پوجتے ہو۔ غرور تکبر سے کفر کی کونپلیں نکلتی ہیں۔
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا سے لے کر فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ پ۱۹ سورۃ نمل
آیت ۱۹ ترجمہ:۔ تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔ اور عرض کی اے میرے
رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں۔ تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور
میرے ماں باپ پر کئے۔ اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے۔
اور مجھے اپنی رحمت سے بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے مستحق
ہیں۔ جیسے جیسے مرید اپنے مرشد کا شکر ادا کرتا جائے گا۔ اسی قدر روحانی
نعمتوں کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا سے لے کر غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ٥
پ۲۱ سورۃ لقمان آیت ۱۲ ترجمہ:۔ اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا
فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو اللہ کا شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے۔
اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے۔ سب خوبیوں سراہا۔
شکر کرنے سے دائمی سلطنت ملتی ہے۔ شیخ کو ہر طرح تسکین ہونی چاہیئے۔ مرشد
کا شکر کیوں نہ کیا جائے۔ ہمارے لیئے وہی باران رحمت ہے۔ دستِ شفقت
سے نوازتے ہیں۔ اپنے سینہ سے لگا کر تسلیاں دیتے نظرِ کرم فرماتے ہیں کسی بے
قرار دل کو بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا سے لے کر عَبْدًا شَكُوْرًا ٥
پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳ ترجمہ:۔ اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح
کے ساتھ سوار کیا بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ مزید ارشاد فرمایا۔
يَعْمَلُوْنَ لَهٗ سے لے کر عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ٥ پ۲۲ سورۃ سبا آیت ۱۳۔
ترجمہ:۔ داؤد والوں شکر کرو اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے

اصحابِ کہف

شہر الفیسیس جہاں اصحابِ کہف کا واقعہ پیش آیا۔ تقریباً گیارہویں صدی

قبل مسیح میں تعمیر ہوا تھا جو بعد میں بُت پرستی کا بڑا مرکز بن گیا۔ یہاں چاند دیوی کی پُوجا ہوتی تھی۔ جسے ڈیانا کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس کا مندر زمانۂ قدیم کے عجائبات عالم میں شمار ہوتا تھا۔ یہ رومی سلطنت کے معبودوں میں شامل تھا۔ اور ایشیائے کوچک کے لوگ اس پرستش کرتے تھے۔

مسیحی روایات کے مطابق سات نوجوانوں کی تبدیلیٔ مذہب پر قیصر ڈلفیسیس نے بلا کر پُوچھا۔ کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ اور کس کی پُوجا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ خدا کی جو زمین و آسمان کا رب ہے۔ قیصر نے ان کو تین دن کا وقفہ دیا۔ کہ ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آؤ۔ ورنہ گردن ماردی جائے گی۔ ساتوں نوجوان اس وقفہ کو غنیمت جان کر شہر سے بھاگ گئے۔ راستہ میں ایک کتا ان کے ساتھ لگ گیا۔ چنانچہ چلتے چلتے اُن کو ایک گہری غار نظر آئی جس میں وہ ساتوں نوجوان چھپ گئے اور وہاں جا کر سو گئے۔ جبکہ کتا غار کے دہانے پر بیٹھ گیا۔

اصحاب کہف ۲۵۰ء تا ۴۴۷ء یعنی ۱۹۷ برس بعد جاگے۔ جبکہ رومی سلطنت مسیحیت اختیار کر چکی تھی۔ اور وہ زمانہ قیصر تھیوڈوسیس کا تھا۔

جاگ اٹھنے پر اصحاب کہف نے کہا کہ ہم کتنا عرصہ سوئے ہوں گے۔ کسی نے کہا کہ دن کا کچھ حصّہ اور کسی نے کہا کہ ایک دن۔ ان کو محسوس ہوئی تو ایک ساتھی Jean کو چاندی کے چند سکے دے کر شہر کھانا لانے کے لئے بھیجا۔ جین شہر گیا۔ تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ دُنیا بدلی ہوئی ہے اور ڈیانا کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ جین نے جب خوراک وغیرہ خرید کر اپنے پاس موجود سکے نکال کر دیئے تو دوکاندار یہ سکے دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ یہ سکے صدیوں پرانے تھے۔ اور دوکاندار نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔ اس نے ہیعصل سے پوچھا کہ یہ سکے کس دفینے سے لائے ہو۔

یہ گفتگو جاری تھی کہ کوتوال شہر آ گیا۔ اس نے بھی پوچھا کہ یہ سکے کہاں سے آئے ہیں۔ تو جین نے جواب دیا۔ کہ میرے اپنے ہیں کوتوال نے کہا کہ تم تو ابھی جوان ہو، ہمارے تو بوڑھوں نے بھی یہ سکے نہیں دیکھے، اس میں ضرور کوئی راز کی بات ہے۔ چنانچہ کوتوال اور شہر کے بہت لوگ جین کے ساتھ تصدیق کے لئے اس غار کی طرف گئے جہاں اصحاب کہف صدیوں سوئے رہے۔ اور جا کر تصدیق کی تو یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ یہ لوگ واقعی قیصر ڈلیسیس کے زمانے کے لوگ ہیں۔ قیصر تھیوڈوسیس دوم خود آ کر ان لوگوں سے ملا اور برکت لی۔ بعد ازاں یہ ساتوں آدمی غار میں جا کر لیٹ گئے۔ اور وفات پا گئے۔ اس خدائی عمل کو دیکھ کر لوگ مان گئے کہ موت واقعی برحق ہے۔ اور ہر کسی نے ذائقہ چکھنا ہے۔ پھر قیصر کے حکم سے اس غار پر ایک زیارت گاہ تعمیر کر دی گئی۔

نیک لوگ فرشتہ قسم ہوتے ہیں اور اُن کی ڈیوٹی

ملائیکوں کے پہلے درجہ کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔ پ۱۷ سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۹ تا ۲۰ (وَلَهُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ سے لے کر یفترون تک) ترجمہ :- اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور اس کے پاس والے اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکیں رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں۔ اور سستی نہیں کرتے۔ اس آیت کو ذرا غور سے سمجھیں تو صاف ظاہر ہے کہ فرشتے کون ہیں۔ اور کہاں ہیں۔ چونکہ قرآن ہمارے سمجھنے کے لئے ہے۔ لہذا پہلے فرشتے ظاہری وہ ہیں جو مرشد کے دل و دماغ مغز ہیں اچھے اور پیارے ہیں۔ باطن میں فرشتے مغز کے خاص ارادے ہیں۔ اس آیت کی حقیقت لکھی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔ اور دوسرا نام بھی دیا ہے۔ پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۶۵، رب السموات والارض سے لے کر لقلم له سمیاہ :- ترجمہ :- آسمانوں اور زمین جو کچھ ان کے بیچ میں ہے۔ سب کا مالک تو اسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت قدم رہو۔ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو۔ ثابت ہوا جب عرش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے۔ جب فرش ہے تو بندہ ہے۔ جب بندہ کی شان فرشتگان سے زیادہ ہے۔ تو پھر بندہ بھی عرش پر رہ سکتا ہے۔ نہ کہ صرف فرشتے ہی رہ سکتے ہیں۔ فرشتوں کا دوسرا درجہ پ۲۹ سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۱۷ والملک علی سے لے کر مئذ ثمنیه :- ترجمہ :- اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہیں۔ اور اس تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اُٹھائیں گے یہ دوسرا درجہ ہے جو دل و دماغ مغز کو اُٹھائے لیے پھر رہے ہیں آٹھ سے مُراد حفظِ مراتب چھ مقام گزرنے کے ارادے سات کامل انسان کے ارادے آٹھ ذات حق قوتا لامحدود ہے۔ پ۲۴ سورۃ زمر آیت نمبر ۷۵۔ وتری الملکه حافین سے لے کر رب العلمین ہ ترجمہ :- اور تم فرشتوں کو دیکھو گے۔ عرش کہ آس

پاس حلقہ کئے۔ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں
میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا۔ کہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ
کو جو سارے جہان کا رب تیسرا درجہ کرسی کے فرشتوں کا ہے۔ چوتھا درجہ۔
آسمانوں کے فرشتوں کا ہے۔ پانچواں درجہ آگ کے فرشتوں کا چھٹا درجہ
ہوا کے فرشتوں کا ہے۔ ساتواں درجہ پانی کے فرشتوں کا۔ فرشتے کھانے پینے
نہیں صرف ذکر شریف ہے۔ دُرُود و سلام خوراک ہے۔ پ۴ سورۃ آل عمران
آیت نمبر ۱۲۵ بلیٰ ان تصبروا سے لے کر مسومین ترجمہ :۔ ہاں کیوں نہیں
اگر تم صبر و تقویٰ اور کافر اسی دم تم پہ آپڑیں۔ تو تمہارا رب تمہاری مدد
کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ غلط ارادے بندہ کے دشمن۔
ہیں۔ کافر ہیں۔ اچھے ارادے فرشتے ہیں۔ اپنے نفس سے جنگ کرنا ضروری
ہے۔ پ۳۰ سورۃ نبا آیت نمبر ۳۸ یوم یقوم سے لے کر وقال صوابا
تک ترجمہ :۔ جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پرا باندھے۔ کوئی
نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا۔ اس نے ٹھیک بات کہی۔

توجہ فرمائیں

قبلہ عالم جانِ عالم حضرت خواجہ
صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب قادری کی زندگی
پر شہکار سدا بہار گلشن نقیب زیر طبع
ہے جس نے اس کتاب میں قبلہ عالم پر مضمون دینا ہو، تو
بہت جلد وہ آستانہ عالیہ فیضانِ نقیب مانا نوالہ کے پتہ پر ارسال کریں۔ (شکریہ)

ایک اچھی کتاب بہترین ساتھی ہے

گھر بیٹھے کتابیں منگوائیے
اپنا قیمتی وقت بچائیے

جی ہاں

آپ اپنا قیمتی وقت بچا سکتے ہیں
جب بھی آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو آپ ہمیں صرف
ایک خط تحریر کریں آپ کی مطلوبہ کتاب آپ کو گھر بیٹھے
بذریعہ ڈاک آپ تک پہنچ جائے گی، ہمیں خدمت کا موقع دیجئے

نوٹ:۔ اپنا پتہ مکمل اور خوشخط لکھیں۔

ہمارا پتہ
آستانہ عالیہ فیضان نقیب مدینہ کالونی

مانانوالا۔ ضلع شیخوپورہ

مصنف کی کتابیں

- ★ صحیفۃ السالکین
- ★ خطوط سالکان
- ★ ولایت صغریٰ کی معراج
- ★ صحیفۃ الذاکرین
- ★ سیرت مریدین
- ★ صحیفۃ العاشقین
- ★ مستمط الشامہ

(زیرِ طبع)

- ★ مقصد حیات جلد سوم
- ★ صحیفہ العارفین
- ★ جواہر خمسہ

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ فیضان نقیب مدینہ کالونی

نقیبی روڈ سوئی گیس لائن ○ مانانوالہ ○ ضلع شیخوپورہ